بیاد
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ
اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

رجب ۱۴۲۰ھ / نومبر ۱۹۹۹ء

مدیر مسئول
مولانا سمیع الحق

☆ اہم خوشخبری ☆

دارالعلوم حقانیہ کی ویب سائٹ کا آغاز

قارئین الحق اور دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ لاکھوں افراد کو یہ اہم خوشخبری دی جاتی ہے کہ ماہ رواں نومبر 1999ء سے دارالعلوم کی اپنی ویب سائٹ http:\\www.jamiahaqqania.org.pk کا آغاز ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ اب آپ اپنے محبوب مجلّہ کو ہر ماہ انٹرنیٹ پر دنیا کے کسی بھی کونے میں بیٹھ کر ملاحظہ کر سکیں گے۔ اسکے علاوہ اس ویب سائٹ پر دارالعلوم حقانیہ کا تعارف، دینی، ملی، خدمات دارالعلوم میں داخلہ کے متعلق ضروری معلومات، تحریک طالبان افغانستان، جمعیت علماء اسلام، دینی امور کے بارے میں استفسار اور مغربی مستشرقین اور مرزائیوں اور دیگر فرقِ باطلہ کے تعاقب کے بارے میں مضامین ملاحظہ فرمائیں گے۔ الحمدللہ دینی مدارس اکیسویں صدی میں بھرپور انداز سے داخلے اور جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ کی مکمل استطاعت رکھتے ہیں۔ انشاء اللہ الحق کا "اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام" نمبر قارئین الحق اب انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکیں گے۔ دارالعلوم کی ویب سائٹ کا عنوان اور ای میل ایڈریس حسب ذیل ہے۔

http://www.jamiahaqqania.org.pk

E-Mail :haqania@nsr.pol.com.pk

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ---- 35
شمارہ نمبر ---- 02
رجب ۱۴۲۰ھ
نومبر 1999ء

مدیر اعلیٰ — حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
نگران — حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ
مدیر — حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: نئے حکمرانوں کی آمد توقعات و خدشات اور متکبر و غدار حکمرانوں کی کوچہ اقتدار سے بے دخلی۔ دارالعلوم حقانیہ کی جانب سے امیر المومنین ملا محمد عمر کو اعزازی ڈگری۔ چیچنیا پر روسی مظالم کی انتہا اور عالم اسلام کی بے حسی۔ ---------- راشد الحق سمیع حقانی ------ ۲

دارالعلوم کی تقریب دستار بندی کا ایک یادگار اجتماع۔ مولانا سمیع الحق صاحب، مولانا سید شیر علی شاہ صاحب، مولانا مسلم حقانی صاحب کے خطابات ---- (رپورٹنگ) مولانا شاکر اللہ حقانی ------- ۱۳

امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کو دی گئی اعزازی ڈگری کا عکس ------------ ادارہ ---------- ۲۸

خلافت ارض کے لئے علم کیمیاء اور طبعیات کی اہمیت ---- مولانا شہاب الدین ندوی -------- ۲۹

نئے حکمرانوں سے عوامی توقعات اور مستقبل کا لائحہ عمل --- کرنل (ر) محمد اعظم ---------- ۴۰

القدس کی پکار (ہم واقعہ معراج کیسے منائیں) --- راجہ ذاکر خان نائب مدیر 'القدس' اسلام آباد --- ۴۴

انڈونیشیا کے صدارتی انتخابات ---------- جناب ابراہیم خان ------------ ۵۱

دینی مدارس اور فوج کے تعلقات ---------- جناب محمد تقی رفیع ------------ ۵۶

افکار و تاثرات (جناب ارشاد احمد حقانی، جناب افتخار عارف، ڈاکٹر فیوض الرحمٰن، جناب مظفر عباسی، مولانا عیسیٰ منصوری لندن وغیرہم) -------- قارئین بنام مدیر ------------ ۵۹

دارالعلوم کے شب و روز ---------- شفیق الدین فاروقی ------------ ۶۴

تبصرہ کتب ---------- مولانا محمد ابراہیم فانی ۔ (مدیر) ------------ ۶۷

ماہنامہ الحق کی اشاعت خاص کے عنوانات۔ اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام ---- ادارہ ---- ۷۰

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر: 630340 , 630435 -(0923)
ای میل نمبر: E-Mail : haqqania@psh.infolink.net.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ =/15 روپے سالانہ =/150 روپے، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

نئے فوجی حکمرانوں کی آمد، توقعات وخدشات اور متکبر و غدار حکمرانوں کی کوچہء اقتدار سے بے دخلی

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن　　بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

گزشتہ ڈھائی سال سے متکبر حکمرانوں نے ملک وملت کو جس کرب اور اذیت میں مبتلا کر دیا تھا خداوند تعالیٰ نے پردہء غیب سے ان کی رخصتی کا ساماں فراہم کر دیا۔ ملک وملت سے ظلمت شب کی سیاہی تو دور ہو گئی ہے لیکن قوم جس حقیقی سحر کی متلاشی تھی اب تک سیاسی افق سے اس کی تابناک کرنیں نہیں پھوٹیں۔ قوم کو امید ہے کہ یہ دھندلکا جلد ہی صبح صادق میں بدل جائے گا۔

مطلق العنان نواز شریف کا کوچہ اقتدار سے نکالا جانا اس مرتبہ اتنا آسان نہیں تھا۔ کیونکہ اس نے اپنے ایوان اقتدار کو تقریباً ہر سمت سے محفوظ کر لیا تھا۔ اس بار اقتدار میں آتے ہی اس نے پارلیمنٹ، آٹھویں ترمیم سے چھٹکارا، عدلیہ، صدر مملکت، فوج اور امریکہ سمیت قوت کے تمام سرچشموں سے بظاہر اپنے آپکو سیراب کر لیا تھا۔ اور وہ قصر حکومت میں چین کی نیند سو رہا تھا۔ اگرچہ پاکستانی عوام اور در ودیوار مسلسل حکمرانوں کی ناعاقبت اندیش پالیسیوں کے باعث بلک رہے تھے۔ مگر اس بوالہوس کو اپنے ذاتی مفادات، کاروباری معاملات، امریکی ایجنڈے کی تکمیل، گجرال اور واجپائی سے پینگیں بڑھانے اور کرکٹ کے کھیل کے سوا ملک وملت کی بھلائی کے کاموں سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ نشہ اقتدار کے ترنگ میں آکر معزولی اقتدار سے چند روز پیشتر میاں نواز شریف نے لاہور میں یہ اعلان کیا تھا کہ "اپوزیشن اور میرے تمام مخالفین چاہیں جو بھی کریں وہ میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ اور میں یوں ہی کرکٹ کھیلا کرونگا۔" پھر اسی طرح وزیر اعظم کے بھائی (سابق)

وزیراعلیٰ پنجاب شہباز "شریف" نے بھی اعلان کیا تھا کہ آئندہ بیس برس تک اقتدار سے انہیں کوئی بھی الگ نہیں کرسکتا۔ لیکن چشم فلک نے چند روز بعد ہی ان متکبروں کے کوچہ اقتدار سے پھینکے جانے کا عبرت انگیز منظر دیکھا۔ ؎

غرۂ اوجِ عروجِ عالم امکاں نہ ہو　　اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن　　(غالب)

جو حکمران "بھاری مینڈیٹ" اور "عوامی حمایت کے دعویدار تھے انکے سیاسی جنازہ اٹھائے جانے پر نہ کسی نے احتجاج کیا اور نہ ہی کسی کی آنکھ نمناک ہوئی۔

ع　　شمع مزار تھی نہ کوئی سوگوار تھا

بھاری مینڈیٹ کی دعویدار حکومت کے غبارے سے ہوا اتنی تیزی اور خاموشی سے خارج ہوئی جیسا کہ اس میں ہنگامی بنیادوں پر بھری گئی تھی -- جس قوت نے انہیں اقتدار کی "خلعتِ فاخرہ" عطا کی تھی اُسی نے حکمرانوں کا منہ کالا کرانے کے بعد انہیں ذلت ورسوائی کے قعر مذلت میں پھینک دیا۔ پوری قوم نے فوجی حکمرانوں کے اس کارنامے کو سراہا اور غدار حکمرانوں کی "ناگہانی موت" پر ملک بھر میں جشن منایا گیا۔ تب میاں نواز شریف اور اسکے حواریوں کو اس بات کا اندازہ ہوا کہ

ع　　کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

نواز شریف اور شہباز شریف کے ملک دشمن اقدامات نے پوری قوم کے وقار بلکہ مقدر کو داؤ پر لگا دیا تھا۔ کارگل سے نواز شریف کی پسپائی نے گزشتہ چند ماہ سے سنبھلنے نہیں دیا تھا۔ واپسی کے کمزور قدموں کی لڑکھڑاہٹ صاف سنائی دے رہی تھی۔ اسی لئے یہ دونوں بھائی حکومت بچانے کے لئے اپنے "قبلہ و کعبہ" امریکہ بھاگ کر سجدہ ریز ہو چکے تھے۔ بقول محمد اظہار الحق کہ

؎　غلام بھاگتے پھرتے ہیں مشعلیں لے کر　　محل پہ ٹوٹنے والا ہو آسمان جیسے

ہم نے (۵ اکتوبر ۹۹ء) کے شمارے کے ادارتی کالم میں حکومت کی تبدیلی اور سازشوں کے بارے میں صاف طور پر بیان کر دیا تھا۔ کہ "اب قوم مسلم لیگ، پیپلز پارٹی اور انکے حواریوں سے متنفر ہو چکی ہے۔ ان دونوں جماعتوں اور مفاد پرست طبقوں سے بغاوت پر اتر آئی ہے کہ اتار چڑھاؤ کا یہ گھناؤنا کھیل آخر کب تک چلتا رہیگا؟ اب قوم کے صبر کی تمام حدیں منہدم ہونے کو

ہیں۔ کسی بھی وقت عوامی ریلا انقلاب فرانس، انقلاب ایران اور خصوصاً انقلاب طالبان کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔" "نئے سیاسی حالات اور آئندہ پیش آنے والی بڑی متوقع تبدیلی نے ایک نئی فضا کو اپنی کوکھ سے جنم دیا ہے۔" حکمران اگر چند روز مزید بر سر اقتدار رہے تو نہ معلوم کہ ملک و ملت کا کیا حشر ہوتا۔ اسلیئے ہم نے تبدیلی سے صرف چند روز قبل یہ لکھا "قارئین کرام! ملک میں ان دنوں امریکہ کو خوش کرنے کیلئے "شریف" برادران جو کچھ کر رہے ہیں تو ان حالات میں صاف نظر آرہا ہے کہ خدانخواستہ (خاکم بدہن) ملک و ملت دونوں صرف چند ماہ کے مہمان ہیں۔" (5 اکتوبر 99ء) جسکا اعتراف اب جنرل مشرف اور ملک کے تمام سنجیدہ اور بہی خواہ طبقے کر رہے ہیں۔ لیکن حکمرانوں کی ساری تدبیریں رائیگاں گئیں۔

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا دیکھا اس بیماریٔ دل نے آخر کام تمام کیا

سیاسی بصیرت اور جذبہء حب الوطنی سے عاری سابق وزیر اعظم کا تمام دورِ حکومت افراتفری اور خود پیدا کردہ بحرانوں کی زد میں رہا۔ ہوس اقتدار و اختیار کے حصول میں قومی اداروں کو تباہ کرنے کا کھیل شروع دن ہی سے کھیلا جا رہا تھا۔ وزیر اعظم پاکستان نے ہی سپریم کورٹ اور عدلیہ کو بے توقیر کیا۔ اپنے مذہب کے خلاف یہود و ہنود اور نصاریٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے بڑے پیمانے پر اقدامات کئے۔ "واشنگٹن پوسٹ" کے مطابق پاکستان کی شہ رگ کشمیر کو تقسیم کرنے کا فریم ورک مکمل ہو چکا تھا۔ تحریک طالبان افغانستان اور عظیم لیڈر اسامہ بن لادن جو امت مسلمہ اور بالخصوص پاکستانی قوم کے دلوں کی دھڑکن اور روح جان ہیں کے خلاف سازشوں اور نفرتوں کا جال بُنا جا چکا تھا۔ پاکستان کے دینی مدارس جو اسلامی اقدار اور دینی و ملی حمیت کے مراکز ہیں کے خلاف فرقہ واریت کی آڑ میں بہت بڑا آپریشن ہونے والا تھا۔ پاکستان کے واحد مستحکم اور اتحاد و یکجہتی کی لڑی میں پردئے ہوئے ادارہ افواج پاکستان کے خلاف بہت بڑا پلان تیار کیا جا چکا تھا۔ جسکے مطابق فوج میں تفرقہ اور گروپ بندی ڈالنا انکا بڑا مقصد تھا۔ اسی طرح افواج پاکستان میں بڑے عہدوں پر فائز اسلامی حمیت کے جذبے سے سرشار لوگوں کی چھانٹی اور فوج میں جذبہ جہاد اور دینی و اسلامی حمیت پیدا کرنے والے مواد اور عناصر کو ختم کرنا سر فہرست تھا۔ لیکن خدا کی لاٹھی بے آواز

ہے۔ جب پڑتی ہے تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا ؎ چوب خدا اصدا اندارد وقتیکہ زند دوا ندارد فاذا ھی تلقف مایا فکون ۔ کار گل کے شہداء مجاہدین اسلام اور طالبان افغانستان کا خون نہ اتنا ارزاں تھا اور نہ ہی اتنا سرد جس سے قوم اور خداوند قدوس صرف نظر کرتے۔ اس خونِ مقدس کی حدت اور گرمی نے تو جامد اور یخ بستہ کار گل کی پہاڑیوں اور سنگلاخ وادیوں کو بھی گرما دیا تھا۔ لیکن میاں نواز شریف جیسے وطن دشمن کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ عرش بریں کے مکینوں کو تو جلال میں آنا ہی تھا۔ اللہ نے انہیں ہمیشہ کیلئے گمنامی اور غداری کے اندھیروں میں پھینک دیا ہے۔ گزشتہ دنوں ڈاک والوں نے نواز شریف کے نام آنے والے تمام خطوط کو انکے مقام کے عدم پتہ اور عدم دستیابی کی بنا پر واپس کر دیا....... کیا عبرت حاصل کرنے والی آنکھ اور سوچنے والے دماغ کیلئے یہ واقعہ درس عبرت نہیں؟ ؎

غرور تھا نمود تھی ہٹو بچو کی تھی صدا اور آج تم سے کیا کہوں لحد کا بھی پتہ نہیں

ان فی ذالك لذکریٰ لمن کان له قلب او القی اسمع وھو شھید (الایة)

نواز شریف، میاں شہباز شریف اور انکے حواریوں کے ساتھ پیش آنے والے عبرتناک واقعات پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر ایمان مزید محکم ہو جاتا ہے۔ کرۂ ارض پر کئی مطلق العنان متکبر حکمران بڑی آن بان، ٹھاٹ باٹ اور کروفر کے ساتھ آئے لیکن بڑی بے عزتی کے ساتھ رخصت ہوئے۔ پھر بھی بعد میں آنے والے حکمرانوں نے ان سے کوئی درس عبرت حاصل نہیں کیا۔ آج سابقہ حکومت اور مغرور حکمرانوں کا حشر دیکھ کر میر تقی میر کے سبق آموز اشعار یاد آ رہے ہیں۔ ؎

کل پاؤں ایک کاسۂ سر پر جو آپڑا یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر میں بھی کبھی کسی کا سرِ پُر غرور تھا

چند گزارشات نئے آنے والے حکمرانوں سے جنہیں خدا نے بھٹکی ہوئی قوم کی کشتی ساحلِ عافیت تک لیجانے کی توفیق عطا کی ہے۔ یہ نادر موقع فوجی حکمرانوں کیلئے ہماری نظر میں آخری چانس ہے۔ اگر انہوں نے بھی حالات اور ملک کو صحیح سمت میں نہیں ڈالا تو پھر مستقبل میں پاکستان کی تاریخ میں فوجی حکمرانوں کی آمد کا خیر مقدم نہیں کیا جائیگا۔ اگر انہوں نے بھی ماضی کے حکمرانوں

کی روایتی روش اور مصلحت کیش پالیسی کا وطیرہ اپنائے رکھا تو لوگ خدانخواستہ آئندہ خضر و مسیحا سے بھی دور بھاگیں گے۔ خدا کرے کہ ہمارے یہ مجاہد و غازی فوجی حکمران صحیح معنوں میں کردار کے غازی بن جائیں۔ اور ملک و ملت کے خلاف جتنے بھی محاذ کھلے ہیں ان پر یہ سرخرو ہو جائیں۔

حکمرانوں کیلئے اہم بات یہ ہے کہ اپنی ترجیحات میں اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ آپ کا اقتدار عارضی ہے دائمی نہیں۔ جن حالات میں آپ نے اقتدار سنبھالا تو اس تناظر میں آپ کا یہ اقدام پاکستانی قوم اور خصوصاً دینی جماعتوں نے سراہا۔ غداروں اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے بعد آپ وفاق کو مضبوط کرنے اور قومی اداروں کی تعمیر نو کیلئے بھی ہنگامی بنیادوں پر کام کریں۔ اس کیساتھ مستقبل کے آنے والے حکمرانوں کیلئے فولاد کا ایک ایسا شکنجہ چھوڑ جائیں جس میں انہیں ذاتی مفادات دین اور وطن سے غداری کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں ہلانے کی گنجائش نہ ہو۔ اور انکے لئے بخوشی یا بامرِ مجبوری قانون و آئین پر عمل درآمد کئے بغیر چارۂ کار ممکن نہ ہو۔ اس کیلئے خصوصاً انتخابی عمل کی مکمل تطہیر ہونی چاہیے۔ دفعہ 62 ایک ایسا ترازو ہے جس میں انتخابی امیدواروں کو آسانی کیساتھ پرکھا جاسکتا ہے۔ ہماری رائے میں موجودہ کرپٹ ممبران کی قومی و صوبائی اسمبلیاں اور سینٹ کو فوراً تحلیل کردینا چاہیے۔ کیونکہ ان میں اسی کرپٹ نظام کے علمبردار، قرض نادہنگان، ملی غدار، فاسق و فاجر موجود ہیں۔ خدا کیلئے قوم کو دوبارہ ان غنڈوں کے سپرد نہ کیا جائے۔ اسی طرح ملک کے سب سے اہم ترین ادارہ عدلیہ پر بھی خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ کرپشن، رشوت خوری اور سیاسی اثر و رسوخ نے عدلیہ کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ گزشتہ ادوار میں جہاں ملک کے تمام ادارے تباہ ہوئے وہاں عدلیہ جیسے معتبر اور اعلیٰ ترین حکومتی ادارے (عدلیہ) کو بھی نہیں بخشا گیا۔ عدل و انصاف فراہم کرنے والا یہ ادارہ ملک و ملت کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ خود عدلیہ نے بھی اپنے وقار کو مجروح کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ جیسا کہ چند ماہ قبل سپریم کورٹ نے مسلم لیگی غنڈوں کو سپریم کورٹ پر حملہ کرنے کے جرم میں باعزت بری کرکے اپنے ہی ہاتھوں سے توہین عدالت کا دروازہ کھول دیا۔ اس سلسلے میں ہمیں معروف کالم نگار اردشیر کاؤس جی کے بعض خیالات سے مکمل اتفاق ہے۔ قوم کو امید

ہے کہ عدالتی نظام کو بھی شفاف بنایا جائے گا۔

حکمرانوں کو خارجہ پالیسی، تحریک طالبان افغانستان، مسئلہ کشمیر اور ایٹمی پروگرام کے متعلق خصوصی توجہ دینے کی ضرورت

افغانستان کا مسئلہ گزشتہ بیس برس سے پاکستان کیلئے خصوصی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ روسی استعمار کا راستہ روکنے کیلئے پاکستانی قوم اور افواج پاکستان نے جو تاریخی کردار ادا کیا وہ ناقابل فراموش ہے۔ پھر بعد میں حالات کے بگاڑ کے باوجود الحمدللہ تحریک طالبان نے امت مسلمہ اور خصوصاً پاکستان کی توقعات کو ضائع ہونے نہیں دیا اور انہوں نے جہاد کے ثمرات کو بچالیا۔ تحریک طالبان نے ہر موقع پر پاکستان کو اپنا ایک مخلص اور بڑا بھائی سمجھا ہے اور ہر نازک موقع پر پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ پاکستان نے تحریک طالبان کی حکومت کو سب سے پہلے تسلیم تو کر لیا لیکن پھر بعد کی حکومتوں نے عالمی حکومتوں کے دباؤ کے نتیجے میں تحریک طالبان کیخلاف سازشوں کا بازار گرم کئے رکھا۔ خصوصاً میاں نواز شریف اور شہباز شریف نے تو امریکہ کے دباؤ میں آکر تحریک طالبان کو دہشتگرد قرار دے دیا۔ اور مستقبل قریب میں طالبان کیخلاف وہ بہت بڑا آپریشن شروع کرنیوالے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انکی ساری سازشوں کو نیست و نابود کر دیا۔ ہم نے اکتوبر کے شمارے میں حکمرانوں کے طالبان، دینی مدارس اور عسکری تنظیموں کے بارے میں تفصیل سے ادارتی صفحات میں اس پر اظہار خیال کیا تھا۔ " گزشتہ دو مہینے سے شیعہ سنی فساد کے نام سے جو نقصان دین، مدارس اسلامیہ، مذہبی جماعتوں، مجاہد تنظیموں اور خصوصاً پاکستان کو پہنچایا جا رہا ہے۔ دراصل اس کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش نظر آتی ہے۔ جسکی پشت پر براہ راست امریکہ اور مسلم لیگی حکومت کے حکمران میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کار فرما ہیں۔ اور انھوں نے ان فسادات کی ذمہ داری تحریک طالبان پر ڈالی ہے۔ جس پر انکی پالیسیوں اور عقل پر سوائے ماتم کے اور کیا کیا جا سکتا ہے۔" حکومت کی برطرفی کے بعد پچھلے تین چار ہفتوں سے فرقہ وارانہ تشدد کی لہر ختم ہو گئی ہے جو اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ یہ سب کچھ امریکہ ایجنڈا کے مطابق دینی مدارس اور مذہبی جماعتوں کیخلاف جواز فراہم کرنا تھا تاکہ طالبان اور انکی ہمدرد مذہبی جماعتوں کیخلاف کاروائی کی جا سکے۔

مسلم لیگی حکمرانوں نے پاکستانی عوام اور مفادات کو پس پشت ڈال کر امریکہ کی خاطر تحریک طالبان پر الزامات عائد کئے۔ ہمیں امید ہے کہ فوجی حکمران جو خود مجاہدین ہیں تحریک طالبان کو مکمل سپورٹ کریں گے۔ یعنی ان کی اخلاقی، سیاسی، معاشی مدد کریں گے۔ اور وسیع البنیاد حکومت کی رٹ نہیں لگائیں گے۔ الحمدللہ تحریک طالبان افغانستان میں تمام اقوام احزاب اور مسالک کے لوگ شامل ہیں۔ اس سلسلے میں فوجی حکمرانوں کو امریکی اور بین الاقوامی دباؤ کا بھرپور مقابلہ کرنا چاہیے۔ مسئلہ کشمیر جسے بے نظیر اور نواز شریف جیسے غداروں کی وجہ سے کافی نقصان پہنچایا گیا ہے پر ٹھوس پالیسی اپنانی چاہیے۔ اس سلسلے میں افواج پاکستان کا کردار ماضی میں اطمینان بخش ہی نہیں بلکہ قابل تحسین بھی رہا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ موجودہ فوجی حکمران اس کیلئے کوئی سودا بازی نہیں کرینگے جیسا کہ نواز شریف نے کارگل کے محاذ پر کی۔ اسی طرح بھارت کے سابق وزیر اعظم گجرال کے ''ہندوستان ٹائمز'' میں لکھے گئے کالم میں نواز شریف کی ''حب الوطنی'' کی قلعی کھل گئی ہے۔ نواز شریف پر پاکستان اور کشمیر سے غداری کے جرم میں بے نظیر سمیت غداری کا مقدمہ درج کرنا چاہیے۔ ہمیں امید ہے کہ کشمیر کے متعلق امریکی فارمولے تھرڈ آپشن یعنی خود مختار کشمیر یا کنٹرول لائن کو مستقل سرحد ماننے جیسی تجاویز کو جوتے کی نوک سے ٹھکرا دیا جائیگا۔ کشمیری عوام اور مجاہدین نے فوجی حکمرانوں کی آمد پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ خوشی اور مسرت دیرپا ثابت ہوگی۔ ایٹمی اور میزائل پروگرام میں برتری جو افواج پاکستان کے طفیل ہی ملک کو حاصل ہوئی ہے ہمیں یقین ہے کہ فوجی حکمران اور ملک کے محافظین ملک و ملت کی آرزوؤں اور مبنی بر انصاف موقف کو پس پشت نہیں ڈالیں گے۔ ماضی کے کاروباری ذہن رکھنے والے حکمرانوں نے تو امریکہ جا کر ایٹمی پروگرام کو فروخت اور سی ٹی بی ٹی پر سائن کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ قوم کو یہ توقع ہے کہ پاکستان کی بگڑی ہوئی وزرات خارجہ اور بیرونی ممالک بھیجے گئے سفراء پر خصوصی توجہ دی جائیگی۔ امریکہ اور مغرب سے تعلقات ضرور ہونے چاہیں ہم اس سلسلے میں اتنے تنگ نظر نہیں ہیں لیکن یہ تعلقات مساویانہ اور برابری کی سطح پر ہونے چاہیں تاکہ غلام اور آقا کا فرق باقی نہ رہے۔

اور اگر آپ حکمران بیرونی دباؤ اور اپنے طول اقتدار کے فریب میں آگئے اور اپنا مقصد پس پشت ڈال دیا تو شاید آپکا حال بھی سابقہ حکمرانوں سے مختلف نہ ہو۔ حکمرانوں کے اب تک کے کئے گئے اقدامات ، حکومتی سیٹ اپ اور قومی سلامتی کونسل کے اکثر اراکین کے انتخاب سے ملک و ملت کو کسی معجزہ یا انقلابی تبدیلی کی توقع نہیں ہے۔ اکثر سول ارباب حکومت ماضی کی سیکولر حکومتوں کے زنگ آلودہ پرزے رہ چکے ہیں۔ جاں بلب قوم کو جن نئے "مسیحاؤں" کی آمد کی نوید مسرت دی جارہی تھی۔ ماضی میں انکا تجویز کردہ علاج تدبیریں اور دوائیں قوم کے حق میں کارگر ثابت نہیں ہوئیں تھیں اور نہ ہی انکا "اعجاز مسیحائی" کام آیا تھا۔ ؎

عجب آں نیست کہ "اعجاز مسیحا داری" عجب این است کہ بیمار تو بیمار تر ست (اقبال)

معلوم نہیں کہ راتوں رات ان چلے کارتوسوں کے ہاتھوں میں کون ساچراغ ہنر تھما دیا ہے جس سے شب دیجور کے اثرات کافور ہو جائیں گے۔ ؎

نہ تم بدلے نہ ہم بدلے نہ دل کی آرزو بدلی میں کیسے اعتبارِ انقلابِ آسماں کرلوں

پھر دینی جماعتوں کو اس بات پر بھی تشویش ہے کہ تمام حکومتی سیٹ اپ میں اسلامی نظام کے متعلق ایک اشارہ تک نہیں پایا جاتا، اور وفاقی کابینہ ، قومی سلامتی کونسل اور تھنک ٹینک میں کسی غیر متنازعہ اور غیر سیاسی علمی دینی شخصیت کا نہ پایا جانا بھی ایک لمحہ ء فکریہ ہے۔

ملک میں پہلے سے کمال اتاترک کو آئیڈیل قرار دینے سے شکوک و شبہات نے جنم لیا ہے۔ دارالعلوم حقانیہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے ملنے کیلئے آئے ہوئے متعدد بڑے بڑے مغربی اخبارات کے جرنلسٹوں نے مولانا مدظلہ کو بتایا کہ ہمیں اپنے سفارتخانوں نے بریف کیا ہے کہ فوجی حکومت ، دینی مدارس اور دینی حلقوں کیلئے ترکی کی سیکولر فوجی حکومت جیسی ثابت ہوگی۔ خدا ایسا نہ کرے اور نہ ہمیں اپنی بہادر اسلام پسند اور مجاہد فوج سے یہ توقع ہے۔ بلکہ ہمیں امید ہے کہ ان شاء اللہ اسلامی نظام جو دو قومی نظریہ کی بنیادی اساس ہے کو عملی طور پر نافذ کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ اور تحریک طالبان افغانستان کی نہ صرف ہر ممکن مدد کی جائیگی بلکہ انکے خلاف عالمی سازشوں کی روک تھام بھی کی جائے گی۔ جنرل پرویز مشرف صاحب نے اپنے سات نکاتی

ایجنڈے میں احتساب کا تذکرہ اگرچہ کیا ہے لیکن قوم کی متفقہ رائے یہ ہے کہ اس کو اولیت دی جائے اور بے رحم احتساب کیا جائے کہ جو رہتی دنیا تک تازیانہ عبرت بنا رہے۔

پیپلز پارٹی کی مکار اور غدار دین دشمن چیر پرسن بے نظیر بھٹو مسلسل پرویز مشرف کو علماء، دینی مدارس اور اسلامی بنیاد پرستوں سے خوف دلا رہی ہے کہ ''اگر بڑی جماعتوں کا احتساب ہوا تو دینی جماعتوں اور بنیاد پرستوں کو اقتدار کا موقع مل جائیگا۔ جو بڑی خطرناک بات ہے۔'' اسی طرح بھارتی وزیر اعظم واجپائی نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ ''نواز شریف ہندوستان کو سوٹ کرتا ہے اسلئے کہ نواز شریف کے بعد طالبان اور دینی قوتیں اقتدار میں آئیں گی۔'' ہم یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ مسلم لیگ، پیپلز پارٹی اور دیگر سیکولر جماعتیں آئندہ اقتدار میں آنے کا تصور تک نہ کریں اب آئندہ ملک کا مقدر اسلامی انقلاب ہی ہے۔ موجودہ سیٹ اپ کے بعد دینی قوتوں کیلئے میدان مکمل صاف ہو گیا ہے۔ کوئی بھی طاقت عوامی مطالبے کو مزید نہیں روک سکتی۔ اسلامی انقلاب کی ضرورت وقت کی آواز ہے تاریخ کا مطالبہ ہے اور یہی مشیئت ایزدی ہے۔ موجودہ حالات کی نئی کروٹ اسلام پسندوں کیلئے ایک حیات نو ہے دنیا کے تمام باشعور قوتوں اور تھنک ٹینکس کو بھی اس حقیقت کا ادراک ہو چکا ہے۔ بے نظیر اپنے آپ کو مزید دھوکے میں نہ رکھے۔ آخر میں ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم حکمرانوں کو ملک و ملت کی خواہشات اور قومی امنگوں کے مطابق خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

دار العلوم حقانیہ کی جانب سے امیر المومنین شمس الاسلام
ملا محمد عمر مجاہد مدظلہ کو اعزازی ڈگری پیش کی گئی

عالم اسلام کی ممتاز علمی، دینی، فکری اور جہادی درسگاہ جامعہ دار العلوم حقانیہ کی سالانہ تقریب دستار بندی کے عظیم الشان موقع پر جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے تحریک طالبان کے قائد، روح رواں اور امارت اسلامیہ افغانستان کے امیر المومنین

شمس الاسلام ملا محمد عمر مجاہد مد ظلہ کو دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے اعزازی سند (Degree) دینے کا اعلان کیا۔ اور آپکو شمس الاسلام کا تاریخی لقب بھی دیا گیا۔ یہ اعزازی ڈگری آپ کی ملتِ مسلمہ کے لیے عظیم خدمات کے اعتراف میں دی گئی ہے۔ آپ نے جہاد افغانستان کے ثمرات اور لاکھوں شہداء کے خون کو ضائع ہونے سے نہ صرف بچایابلکہ افغانستان اور عالم اسلام میں صدیوں بعد پہلی مکمل آزاد خود مختار اسلامی ریاست کی داغ بیل ڈالی اور خلافت اسلامیہ کا احیاء کیا اور عظیم ہیرو اسامہ بن لادن کو تمام عالم کفر کی مخالفت کے باوجود نہ صرف تحفظ فراہم کیابلکہ ان کے ساتھ مکمل تعاون بھی کیا۔ آپ نے علماء، دینی مدارس، اسلامی قوتوں اور جہادی تنظیموں کی دستار کو اوج ثریا تک پہنچادیا۔ آپ نے درویشی اور قلندرانہ شانِ بے نیازی سے امریکی اور شیطانی قوتوں کا گزشتہ کئی برس انتہائی صبر اور استقامت سے مقابلہ کیا۔ اس موقع پر لاکھوں حاضرین نے خوشی سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے۔ شہادۃ لعالمیہ کی یہ اعزازی ڈگری افغانستان کے وزیر مذہبی امور مولانا محمد مسلم حقانی قونصل جنرل مولانا نجیب اللہ اور جنگی محاذوں کے عظیم کمانڈر صدر ابراہیم نے وصول کی۔ اور دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم کا شکریہ ادا کیا۔ اس عظیم علمی ڈگری پر مہتمم دارالعلوم حقانیہ مولانا سمیع الحق صاحب کے علاوہ تمام اہم اساتذہ اور مشائخ کے دستخط ثبت ہیں۔ یہ دارالعلوم حقانیہ کی پہلی اعزازی سند ہے جو گزشتہ ۵۳ سال میں کسی شخصیت کو پیش کی گئی ہو۔ دارالعلوم کے اس اقدام سے پاکستان، افغانستان اور عالم اسلام میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی ہے اور لمی حلقوں نے اسے بہت سراہا ہے۔

چیچنیا پر روسی مظالم کی انتہا اور عالم اسلام کی بے حسی

ان دنوں چیچنیا کے غیور عوام اپنے ایمان، جذبہ حریت اور مسلمان ہونے کی بھاری قیمت چکارہے ہیں۔ روس جس کی گھٹی میں مسلمانوں کی دشمنی ازل سے پڑی ہوئی ہے دوبارہ چیچنیا پر جارحیت کا مرتکب ہوا ہے۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جب قارئین کے ہاتھوں میں یہ تحریر ہوگی تو اسوقت تک (خاکم بدہن) سقوطِ گروزنی ہو چکا ہوگا اور کئی بے گناہ مظلوم شہری اور مجاہدین روسی

ترتیب وتدوین ۔ مولانا شاکر اللہ حقانی

دارالعلوم کی تقریب دستاربندی کا ایک یادگار اجتماع

مورخہ ۴ نومبر ۱۹۹۹ء کو دارالعلوم حقانیہ میں ختم بخاری شریف اور دستار بندی کی تقریب منعقد ہوئی۔ ختم بخاری شریف کی یہ تقریب ہر لحاظ سے پر شکوہ اور روح پرور ہوتی ہے اور پھر اسکے ساتھ فضلاء کی دستار بندی سے اس کی رونقیں دوبالا ہو جاتی ہیں یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۱۹۷۰ء کے بعد سے اب تک مدرسہ کی طرف سے باقاعدہ دستار بندی کا جلسہ منعقد نہیں ہوا اور نہ اس کا مدرسے کی طرف سے اہتمام کیا گیا ہے کیونکہ اب نہ اتنی جگہ میسر ہے اور نہ اتنے اسباب۔ لیکن اس کے باوجود فضلا انفرادی طور پر اس کا انعقاد کراتے ہیں اور اس میں بغیر کسی تشہیر اور دعوت کے لاکھ ڈیڑھ لاکھ کے قریب اجتماع ہوتا ہے۔ اسی طرح اس سال بھی مختلف شعبوں میں چھ سو فضلاء کرام کی دستار بندی کی گئی۔ عوام اور علماء کا ایک سیل بیکراں تھا جس کے لیے جامعہ کی سو کنال زمین اپنی تنگ دامنی پر شکوہ کناں تھی۔ پورے شہر میں ایک میلے کا ساسماں تھا بلکہ ایک بھرپور میلہ تھا۔ بعض مقامی سکولوں میں تعطیل کرائی گئی تھی۔ ایک عظیم بازار لگا ہوا تھا کتابوں کے مختلف سٹالز تھے۔ ڈھائی کلو میٹر پر پارکنگ اور نظم و نسق کا انتظام دارالحفظ کے طلباء نے باحسن طریقہ سے سنبھال رکھا تھا۔ چونکہ ہر سال اس تقریب کیلئے عارضی سٹیج بنوایا جاتا تھا۔ جو کہ ذرا مشکل کام تھا۔ اس لئے اس سال مستقل وسیع و عریض پختہ سٹیج بنوایا گیا۔ یہاں پر ناسپاسی ہوگی اگر اکوڑہ خٹک کے باسیوں کے ایثار و قربانی کی داد نہ دی جائے کہ انہوں نے اپنے حجرے بیٹھک بلکہ اپنے گھر مہمانوں کیلئے خالی کردیئے تھے۔ پولیس کی بھاری جمعیت بھی نظم و نسق اور کنٹرول سنبھالنے کیلیے موجود تھی۔ جنہوں نے اس عظیم الشان تقریب کو منظم بنانے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ جلسہ کی تاریخ ۴ نومبر تھی مگر مہمان اور فضلاء کے متعلقین ۳ نومبر کو عصر سے پہلے آنا شروع ہوگئے۔ اپنے فضلاء کے لئے مختلف قسم کے بینرز ساتھ لائے تھے۔ اور ایک ایمان پرور منظر تھا۔ جس سے دلوں میں دین کی عظمت علم کی فضیلت اور اسلام کا جاہ و جلال دلوں میں جاگزیں ہوجاتا۔

ےے

ٹینکوں کی زد میں آچکے ہونگے۔ جیسا کہ گزشتہ ڈیڑھ دوماہ سے داغستان اور چیچنیا میں مسلمانوں کے ساتھ ہوتا چلا آرہا ہے۔ اسوقت روسی افواج اور ٹینک شہر سے ایک دو کلو میٹر باہر ہیں اور مسلسل شہر کے نہتے عوام پر دن رات بمباری کر رہے ہیں جس سے اب تک کئی ہزار افراد شہید ہو چکے ہیں۔ شہر سے ہجرت کرنے والے افراد پر بھی روسی جہاز راکٹ برسا رہے ہیں۔ اسی طرح چیچنیا کے پڑوسی ملک انگوشتیا جانے والی شاہراہ مہاجرین پر بند کر دی گئی۔ لاکھوں افراد سرد موسم میں کھلے آسمان کے نیچے بھوکے پیاسے پڑے ہوئے ہیں۔ عالمی امدادی تنظیموں کا نام و نشاں تک نہیں دیکھنے کو مل رہا۔ اس ننگی جارحیت پر پورا عالم اسلام گنگ ہے۔ پوری دینا بربریت اور چنگیزیت کا یہ تماشہ ڈش اور مغربی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سے دیکھ رہی ہے۔ لیکن عالم اسلام کے کسی گوشے سے بھی اس بربریت کی مذمت نہیں کی جارہی۔ عالم اسلام کی بزدلی اور بے حمیتی سے مایوس ہو کر چیچنیا کے صدر نے آخر کار عیسائیوں کے روحانی راہنما پوپ جان پال سے مداخلت کی اپیل کی ہے کہ چیچنیا کے مظلوم عوام کو روسی بھیڑیے سے بچایا جائے۔ چیچنیا کے صدر کی اس اپیل کے بعد کیا عالم اسلام کیلئے ڈوب مرنے کا مقام نہیں؟ کہ وہ اس ظالم کا ہاتھ روکنا یا توڑنا تو کجا اس کی مذمت میں دو لفظ بھی ادا نہ کر سکے۔ اقوام متحدہ اور امریکہ اب تک خاموش تماشائی بنے رہے۔ بلکہ امریکہ روس کو مجاہدین داغستان اور چیچنیا کے خلاف مکمل تعاون کی یقین دہانی دلا رہا تھا۔ آج طفل تسلی کے ذریعہ مسلمانوں کو ایک بار پھر دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو ان ظالموں کی ہمدردی سے کوئی سروکار نہیں۔ مسلمان بیچارے تو کئی صدیوں سے اور خصوصاً بیسویں صدی میں "فٹ بال" کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں جو کبھی امریکہ اور سربوں کے پاؤں تلے تو کبھی اسرائیل اور روس کے قدموں میں رُلنا انکا مقدر بن چکا ہے۔ افسوس کہ صور اسرافیل کس وقت کیلئے تھمی ہوئی ہے۔ آسمان اغیار کی بربریت اور اپنوں کی بے حمیتی پر خون کیوں نہیں برساتا اور زمین بے حس عالم اسلام کے حکمرانوں کو کیوں نہیں نگلتی۔ اسلاف کا چھوڑا ہوا قافلہ جو کبھی شیروں کا ایک سیل بیکراں تھا۔ بیسویں صدی کے اختتام پر گیدڑوں کا ایک ایسا ریوڑ بن چکا ہے۔ جو آج اپنے سائے سے بھی ڈر رہا ہے۔

اللہ کے خصوصی فضل و کرم سے رات کو باران رحمت شروع ہو گئی کیونکہ کئی مہینوں سے بارش نہیں ہوئی تھی جس کے باعث گرد و غبار بہت زیادہ تھا صبح کو مطلع بالکل صاف ہو گیا تھا۔ بعد از نماز ظہر تقریب کا آغاز تھا۔ ہر طرف سر ہی سر نظر آرہے تھے۔ احاطہ مدینہ کا صحن اور اس کی چھت اسی طرح مسجد کا صحن اور چھت، احاطہ یوسفیہ کی چھت مکمل طور پر لوگوں سے بھرے پڑے تھے۔ اس موقع پر فرانسیسی سفارتکار، جرمنی کے ڈاکٹر مائیکل اور چند یورپین سیاح بھی موجود تھے۔ تقریب میں حرکۃ انقلاب اسلامی افغانستان کے امیر حضرت مولانا محمد نبی صاحب محمدی شیخ المشائخ حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ، امارت اسلامیہ افغانستان کا وفد وزیر اوقاف مولانا محمد مسلم حقانی کی قیادت میں آیا تھا اس کے علاوہ پشاور کونسلیٹ کے چیف کونسلر مولانا نجیب اللہ صاحب اور دیگر کئی سرکردہ مسئولین شرکت کیلئے تشریف لائے تھے۔ فضلاء کرام کیلئے مخصوص نشست گاہ تیار کی گئی تھی جو سفید کپڑوں اور سفید عماموں میں ملبوس تھے یہ ایک کیف آمد منظر معلوم ہو رہا تھا۔ تقریب کا آغاز باقاعدہ تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد دارالحفظ کے دو چھوٹے بچوں نے بھی انتہائی درد انگیز انداز میں چند آیات کی تلاوت کی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد شیخ الحدیث حضرت حافظ مولانا انوار الحق صاحب حقانی نائب مہتمم دارالعلوم حقانیہ نے تمام حاضرین اور مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ جنہوں نے بغیر کسی دعوت و اشتہار کے اس ایمان افروز تقریب میں بھاری تعداد میں شرکت کی۔ بعد ازاں ایک طالب علم کو نظم کے لئے بلایا گیا جس نے پشتو میں ایک نظم سنائی۔ اس میں مدرسہ اور اساتذہ سے جدائی طالب علم ساتھیوں کے فراق اور جہاد افغانستان میں شہید ہونیوالے فضلاء کا تذکرہ تھا۔ جسکی تاثیر سے ہر آنکھ اشکبار تھی اور آہوں اور سسکیوں میں یہ نظم اختتام پذیر ہوئی۔ یہ منظر دیکھ کر فرانسیسی سفرا نے کہا کہ یہ تو ملائکوں کی محفل لگتی ہے اور حیرانگی و عالم تحیر میں یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ اسکے بعد حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ، مہتمم دارالعلوم حقانیہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث کی تلاوت فرمائی۔ اور ایمان افروز، جامع، علمی، فکری خطاب فرمایا۔ بعد ازاں حضرت الاستاد شیخ الحدیث حضرت مولانا سید شیر علی شاہ صاحب مدنی مدظلہ نے ایمانی حرارت سے مملو وجد آفریں خطاب

فرمایا۔ جس نے مردہ دلوں کو حوصلہ تازہ بخشا۔ آپ کی تقریر کے بعد امارت اسلامیہ افغانستان کے نمائندہ وفد کے سربراہ مولانا محمد مسلم حقانی نے بھی خطاب فرمایا۔ اس موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دیا وہ یوں کہ حضرت عالیقدر امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد کیلئے دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے خصوصی سند تیار کرائی گئی جو کہ فریم شدہ مولانا محمد مسلم حقانی اور مولانا نجیب اللہ کو دی گئی تاکہ وہ اس کو امیر المومنین کی طرف سے قبول کر کے ان تک پہنچائیں۔ اسی طرح یہ سعادت بھی دارالعلوم کے حصہ میں آگئی۔ دارالعلوم کی تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا اور منفرد واقعہ ہے بعد ازاں باقاعدہ دستار بندیوں کا آغاز ہوا۔ فضلاء کی کثرت تعداد کی وجہ سے ہر ایک فاضل کی مستقل دستار بندی کرنا مشکل تھا۔ چنانچہ مدرسہ کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا کہ ہر فاضل عمامہ خود باندھے اور اساتذہ و مشائخ اسکے اوپر ہاتھ رکھیں گے۔ چنانچہ یہ سلسلہ اسی طرح سوا گھنٹہ تک جاری رہے۔ اس موقع پر دارالحفظ کے حفاظ کرام اور شرکاء دورہ حدیث کیساتھ ساتھ درجہ تخصص کے فضلاء کی بھی دستار بندی کی گئی۔ دارالحدیث اور دیگر دفاتر کیلئے ایک اہل خیر نے فل سائز کے ۹ اصفہانی قالین دیئے۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ دستار بندی کے موقع پر کراچی کے مشہور و معروف عظیم جہادی اور عالم اسلام کے نمائندہ ہفت روزہ اخبار ”ضرب مومن“ نے ایک خصوصی رنگین نمبر شائع کیا۔ گو کہ یہ نمبر بڑی دیر سے تقریب میں پہنچا لیکن پھر بھی دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہو گیا۔ اور ہزراوں افراد اس نمبر کی تلاش میں بعد میں سرگرداں رہے۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ نمبر پشتو زبان میں بھی شائع کیا جائے تاکہ لاکھوں افغان طلباء اور علماء اس نمبر سے استفادہ حاصل کر سکیں۔

ختم بخاری شریف کی تقریب میں

مولانا سمیع الحق کا درس بخاری اور علماء و طلباء سے خطاب

نحمده وانستغفره ونومن به ونتوكل اليه ونعوذ بالله من سرور النفسا ومن سيئات اعمالنا: من يهده الله فلا مفصل له ومن يضلل فلا هادى له: ونشهد ان لا اله الا اله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا و شفيعنا وحبيبا و مولانا محمداً عبده ورسوله: ارسله بالحق بشيراً و نذيراً: اما بعد فان اصدق الحديث كتاب الله ـ وخير الهدى هدى سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم و شرالامور محدثاتها وكل محدثةً بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار وبالسند متصل مر شيخنا ولدنا وسيدنا و مولانا عبدالحق حقانى رحمة الله عليه الى الشيخ امير المومنين فى الحديث محمدبن اسمعٰيل البخاریؒ۔ باب قول الله تعالى: ونضح الموازين القسط ليوم القيامة: وان اعمال بنى آدم و قوله يوزن:وقال مجاہد القسطاط العدل: الخ وبه قال حدثنا احمد بن اشكاب قال حدثنا محمد بن فضيل عن عمارة بن القعقاع عن ابى زرعة عن ابى ہريرةرضى الله تعالىٰ عنه قال قال النبى ﷺ كلمتان حبيبتان الى الرحمان:خفيفتان على اللسان۔ ثقيلتان فى الميزان سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم۔

میرے محترم مشائخ عظائم اساتذہ کرام : عزیز طلباء اور معزز مہمان گرامی !

حدیث کی تلاوت ہوئی جس پر امام بخاریؒ کی عظیم کتاب الجامع الصحیح اختتام اور آخری باب اور حدیث کے علمی نکات اور اس مستنبط مسائل اور احکام اور فنی علمی باریکیاں اساتذہ کرام نے آپ لوگوں کے سامنے پیش کی ہیں جس کے دہرانے کا موقع نہیں۔ اس موقع پر چونکہ بڑی تعداد میں عوام بھی ہیں تو اس موقع کی مناسب سے چند کلمات پر اکتفا کرتا ہوں۔

آج ہم سب حضور اقدس ﷺ کی احادیث کے طالب ہیں گویا طالب علم ہیں جو دور دراز اور نزدیک سے اس بابرکت تقریب میں شرکت کے لئے چل کر آئے ہیں اور حضورؐ کا ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد گرامی ہے۔ من سلك طريق يلتمس فيه علما سهل الله به طريقا الى الجنة: گویا آج جو مہمان آئے ہیں افغانستان کے ہیں یا پاکستان کے ہیں اور سب نے سفر کیا ہے تو گویا یہ سب طلباء ہیں اور پھر طلباء کی حوصلہ افزائی کے لئے آئے ہیں کہ ان کے بچے اللہ تعالیٰ نے نعمت علم کی سعادت سے سرفراز فرمائے ہیں تو اس سے بڑی فخر کی چیز کوئی نہیں۔ ایک بچہ حافظ قرآن ہو جاتا ہے تو حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک اس کے والدین کے سروں پر قیامت کے دن تاج رکھیں گے اور جس کا ایک ایک ہیرا سورج اور چاند سے زیادہ چمکدار ہوگا۔ اور آپ حضرات تو صرف حفاظ نہیں بلکہ قرآن و سنت کے علوم اور اسلامی قانون سے اللہ پاک نے آپ حضرات کو مالا مال کر دیا ہے۔ تو اسکا مطلب یہ ہے کہ خاندان کے لئے اور تمام دوست احباب کے لئے آپ کو اللہ پاک نے سرخروئی کا تاج پہنا دیا ہے۔ آج آپ کے بچوں کی دستار بندی ہے اور قیامت کے دن اللہ پاک انکے والدین کے سروں پر تاج رکھیں گے۔

آج بخاری شریف کا ختم ہوا ہے اور یہ ایک ایسا موقع ہے جسمیں اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ امام اصیل الدین شیخ جمال الدین کے شیخ ہیں فرماتے ہیں کہ ہم نے ۱۲۱ مرتبہ تجربہ کیا ہے کہ امت پر بڑے امتحان آئے، بحران آئے، طاعون آیا، وباء آئی تو ختم بخاری شریف میں جو دعائیں ہوئیں تو اللہ پاک نے اس کو قبول کرلیتا ہے۔ اور آفت و مصیبت ٹل جاتی ہے۔ آج ملت اسلامیہ اور ہم سب زخمی زخمی ہیں۔ عالم اسلام انتہائی مشکلات میں ہے۔ اسلامی ممالک مشکلات میں ہیں۔ افغانستان میں ایک عظیم معرکہ برپا ہے۔ پھر ہم سب گنہگار خطاکار ہیں آج فضلاء کے سروں کے اوپر ایک بڑا بوجھ رکھا جانے والا ہے۔ بزرگو امام بخاریؒ نے یہ کتاب عمل کرنے کیلئے تصنیف کی ہے اور یہ جامع ہے زندگی کے تمام شعبوں کو عبادات ہیں سیاست ہے۔ اخلاق ہیں، احکام ہیں، قوانین ہیں، تجارت و معیشت طلاق، نکاح میراث باہمی حقوق اور معاملات تہذیب و تمدن تعلیم و تربیت مغازی ہیں کہ سیر ہیں۔ الغرض زندگی کا کوئی شعبہ نہیں جس کو امام بخاری نے

جمع نہ کیا ہو مقصد صرف تبرک نہیں بلکہ مقصد عمل کرنا ہے کہ یہ ایک مکمل نظام ہے اور اس پر عمل ضروری ہے، اور عمل سے پہلے نیت کی تصحیح ضروری ہے۔ کوئی حج کرتا ہے، جہاد کرتا ہے، علم حاصل کرتا ہے تو مقصود رضائے الٰہی ہونی چاہیے اس وجہ سے امام بخاریؒ نے کتاب کا آغاز نیت سے کیا ہے کہ "انما الاعمال بالنیات" وانما لکل امری مانوی الخ تو عمل کیلئے اس حدیث کو بنیاد بنایا کہ دارومدار قبولیت کا نیت پر منحصر ہے۔ اسکے بعد باب "بدء الوحی" کا ذکر کیا۔ کہ اعمال وہ معتبر ہونگے جنکی بنیاد وحی پر ہو: اللہ کی ھدایات پر اگر اعمال کی بنیاد نہ ہو عبادات ہیں یا جو کچھ بھی ہیں وہ مردود ہیں۔ وہ عبادت اور جہاد قبول ہیں جو وحی کے نور سے مستفاد ہو۔ تو اگر نیت صحیح ہوئی اور عمل صحیح ہوئے تو اسمیں وزن پیدا ہوگا تو اللہ کی بارگاہ میں قدر و قیمت لگائی جائی گی: کہ جو عمل اللہ پاک قبول کرے وہ وزن دار عمل ہے جو نہی، تو بے وزن اور بے وقعت ہے اور اسکا فیصلہ کرنا چاہیے۔ تو آخر کتاب میں امام بخاری نے وزن اعمال کا حدیث کا ذکر کیا کہ اعمال میں اگر وزن پیدا ہوا اور وحی کی روشنی میں اس عمل کو کیا تو اسکو اللہ پاک دنیا پر ظاہر کردے گا کہ یہ عمل کتنا وزنی ہے۔ ایک رجسٹر 99 رجسٹر پر بھاری ہوگا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: واما من ثقلت موازینہ فھو فی عیشة راضیة ٥ واما خفت موازینه فامه هاویه ٥ اس حقیقت اور ثقل کی طرف ارشاد فرماتے ہیں تو امام بخاریؒ وزن اعمال کے باب میں حدیث پیش کرتے ہیں کہ تمام اعمال تولے جائیں گے: کس طرح تولے جائینگے؟ تو مختلف طریقے اللہ پاک استعمال فرمائیں گے: تاکہ اتمام حجت ہو جائے جب اعمال نیک ہونگے تو اس سے روشنی پھوٹے گی: اور بد اعمال ہونگے تو وہ کالے سیاہ ہونگے تو اس سے ظلمت نکلے گی۔ آج بھی اندھیرے میں جہاں کہیں کوئی شمع روشن ہو تو سب کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ شمع جل رہی ہے تو اس طرح نیک اعمال چمک رہے ہونگے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ پاک تمام اعمال کے رجسٹر حاضر کرینگے۔ اور اسکو ترازو میں ڈالینگے: اور تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ پاک اعمال کو متشکل کردینگے: نیک اعمال بہترین شکلوں میں ہونگے اور بد اعمال سانپ اور بچھو اور کتوں کی شکل میں متشکل فرمائیں گے: اور چوتھی صورت یہ ہے کہ تمام اعمال خود حاضر ہو جائیں گے: ووجدوا ماعملوا حاضرا: کہ تمام اعمال خود حاضر ہو جائینگے۔ تاکہ یہ تصور ہی

نہ رہے کہ کسی پر ظلم ہوا ہے۔ تاکہ پوری طرح اتمام حجت ہو جائے۔ اب اعمال کس کے تولے جائیں گے۔ تو بعض کہتے ہیں کہ پیغمبروں کے اعمال نہیں تولے جائینگے، بچوں کے اعمال کا وزن نہ ہوگا، 70 ہزار جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے انکا وزن نہ ہوگا۔ اسلئے کہ وزن تو اس لیے ہوتا ہے کہ برا اور اچھا معلوم ہو جائے تو وہ تو اچھے ہی اچھے ہیں اور کافر تو برے ہی برے ہوتے ہیں انکے اعمال کے وزن بھی نہیں ہونگے۔ لیکن امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ان اعمال بنی آدم وقولهم یوزن کہ مطلقاً بنی آدم کے اعمال واقوال تولے جائینگے۔ کافر ہے یا مسلمان ہے پیغمبر ہے یا امی معصوم ہے یا غیر معصوم ہے بالغ ہے یا نابالغ ہے، اس لئے کہ وزن اعمال صرف معلوم کرنے لیے نہیں بلکہ قدر ومنزلت ظاہر کرنے کیلئے کیا جاتا ہے۔ تو اللہ پاک ان کے اوزان کو وزن کرتا ہے او انکے مراتب کو اور اونچا کرتا ہے تاکہ دنیا پر ظاہر ہو جائے اور کفار کو خائب خاسر کرتا ہے اسلئے تو اللہ پاک فرماتے ہیں۔ فامامن اوتی کتابه بیمینه ...... فهو فی عیشة راضیة اب وزن اعمال کون کرے گا: بعض کہتے ہیں کہ وزن اللہ پاک فرمائیں گے، بعض فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ، بعض کے نزدیک عزرائیلؑ وزن فرمائیں گے اور بعض فرماتے ہیں کہ حضرت آدمؑ وزن فرمائینگے لیکن ان چاروں اقوال میں کوئی تعارض نہیں علماء نے تطبیق کی ہے کہ اصل وزن کرنے والی ذات اللہ پاک کی ہے: کیونکہ اللہ پاک حکم دیں گے کہ وزن کرو اور اللہ پاک خود حاضر ہیں اور عزرائیلؑ چونکہ موقع کا گواہ ہے اس نے روح قبض کی ہے۔ تو گویا وہ موقع کا گواہ ہے۔ حضرت جبرائیلؑ سب سے بڑے وکیل ہیں: کہ وحی انہوں نے لائی ہے۔ احکام الٰہیہ لانے والے حضرت جبرائیل السلام ہیں۔ تو وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اس نے اچھا کیا ہے یا برا کیا ہے۔ یا وحی کے خلاف کیا ہے یا اس پر عمل کیا ہے گویا وہ سرکاری اٹارنی جنرل ہیں۔ اور آدم علیہ السلام مشفق والد ہیں تو مشفق والد کو بھی اللہ پاک نے حاضر کیا ہے۔ تاکہ مشفق والد کے دل میں یہ نہ آئے کہ میرے بیٹے کے ساتھ زیادتی ہوئی ہوگی تاکہ اپنی اولاد کی حالت خود دیکھے اور خود فیصلہ کر سکیں کہ یہ بدبخت ہے یا نیک بخت ہے۔ اعمال کے وزن کی بحث معتزلہ اور خوارج کی دور کی باتیں تھیں کہ عوارض کا اجسام ہونا ممکن نہیں: لیکن اہل سنت کہتے ہیں کہ اعراض کو اجسام میں بنانا اللہ پاک کر سکتے ہیں۔

اعراض سے جواہر بنادینگے وہ کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا تو وہ کہتے ہیں کہ اسکا مقصد یہ ہے کہ اللہ پاک عدل و انصاف کا فیصلہ کرینگے۔ ہم وہ تاویلات نہیں کرتے، عدل فرمائینگے لیکن دو قواعد و ضوابط کے مطابق عدل فرمائینگے کہ صرف انصاف نہیں بلکہ انصاف نظر آنا چاہیے آج کا بھی اصول تو حقیقتاً اعمال کا وزن ہوگا : آج سائنس نے یہ بات واضح کردی کہ اعراض کو تولا جاسکتا ہے : آج فضاء میں آواز موجود ہے صورتیں موجود ہیں ذرا ریڈیو ٹی وی آن کردیں سب کچھ سن اور دیکھ سکتے ہیں۔ خیالات موجود ہیں، احساسات موجود ہیں، ایسی ترقی ہوئی کہ انسان کے اندرونی احساسات کو تولا جاسکتا ہے۔ تھرمامیٹر سے بدن کی حرارت معلوم کرتے ہیں۔ اور ایسی مشینری ہے کہ اس سے قوت غضبیہ قوت حیوانیہ قوت شہوانیہ تمام کے تمام میٹر پر آجاتے ہیں۔ تو گرمی اور سردی اور احساسات کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اور اب بھی دنیا میں لاکھوں انسان باتیں کرتے ہیں : تو بٹن دبانے سے وہ سننے میں آجاتے ہیں تو یہ آوازیں فضاء میں موجود ہیں اور نشریات پر تمام چیزیں فضاء میں آرہی ہیں۔ تو اہل سنت و الجماعت کا مسلک یہ ہے کہ اعمال اپنی شکل میں حقیقی معنی میں تولے جائیں گے اور امام بخاریؒ آخری حدیث لاتے ہیں جس سے کتاب کا اختتام بھی کلمہ توحید پر ہو کہ سبحان اللہ لا الہ کے معنی پر ہے اور وبحمدہ الا اللہ کے معنی پر ہے الاختتام بھی اور وزن اعمال بھی ثابت ہوا تو امام بخاریؒ حضرت ابو ہریرۃ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ كلمتان حبيبتان الى الرحمان ۔ دو کلمے اللہ پاک کو بہت محبوب ہیں اور زبان سے ادا کرنے میں بہت آسان ہیں۔ اور میزان میں بہت بھاری ہیں : اور وہ کلمات سبحان الله وبحمده وسبحان الله العظيم ہیں۔ اللہ پاک نے ان کلمات میں براۃ الاختتام بھی کی اور تمحید بھی کی ہے، تخلیہ بھی کیا ہے اور تحلیہ بھی کیا، تجلیہ بھی کیا۔ کہ اللہ پاک تمام صفات نقصان سے منزہ ہے : مجبوری سے۔ عاجزی سے۔ ہر تصور سے اللہ پاک منزہ ہے، اسلام نے اللہ تعالیٰ کا انتہائی پاکیزہ تصور پیش کیا ہے۔ یہود اور نصاریٰ کی کتابوں میں یہ تصور نہ تھا۔ اسلام نے اللہ کا یہ تصور دیا کہ لم يلد ولم يو يلد ولم يكن له كفواً احد۔ سبحان الله وبحمده میں تمام صفات کمالیہ اور تمام محامد کو ذکر کیا : کہ وہ صفات کمالیہ کی امانت ہے کہ احیاء ہے کہ علم ہے کہ سمع اور بصر خلق ہے کہ

یہ تمام صفات اللہ کی صفات ہیں اور ہم سب اسکے محتاج ہیں اور ہم میں کوئی صفت نہیں۔ اور اللہ پاک وہ منزہ ذات ہے کہ وہ عظمتوں والا ہے، جباریت، قہاریت حکومت اور سلطنت کا مالک بھی وہی ذات ہے صرف رحمانیت پر نظر نہ رکھو بلکہ عظمت و سلطنت بھی نگاہ میں رکھو۔

فارغ التحصیل فضلاء کی نئی ذمہ داریاں میرے بھائیو! آج آپ لوگ دار العلوم سے رخصت ہو رہے ہو اور آپ کی دستار بندی ہو گی یہ دستابندی ایک بیش قیمت تاج بھی ہے لیکن یہ ذمہ داریوں کا ایک بڑا بوجھ بھی ہے۔ کہ اب اس امانت الھیہ کو دنیا تک پہنچاؤ۔ آج تم فارغ نہیں ہوئے ہاں تحصیل سے فارغ ہوئے لیکن اصل میں مشغول ہو گئے تمام امت کا بوجھ آپکے اوپر ڈالا گیا لوگوں کی اصلاح کرو گے اپنے معاشرے اور اپنے علاقے کو جاؤ گے اور رسومات کو ختم کرو گے تو یہ بہت مشکل کام ہے۔ کہ تعلیم اور تربیت تو علماء کا فرض منصبی ہے العلماء ورثة الانبياء تو تمام دنیا آپکے خلاف ہو گی لیکن میرے بھائیو! اگر عمومی نظر عالم اسلام پر کی جائے اور جو تبدیلی آ رہی ہے اور جو انقلاب آ رہا ہے تو اسکی وجہ سے آپ پر ایک عظیم بوجھ آ رہا ہے جو سابقہ بوجھوں سے بڑھ کر ہے۔

میرے بھائیو! آج تمام عالم کفر متحد ہے اور آپکے اساتذہ آپ لوگوں کو تمام عالم کفر کے مقابلے کیلئے بھیجتے ہیں ایسا میدان ہے کہ ہر طرف سے بمباری ہو رہی ہے اور دین کا طالب علم تمام دنیا کی نظر میں خطرناک ہے۔ پہلے لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ طالبعلم اتنا خطرناک ہو گا ان لوگوں کے دلوں میں یہ بات تھی کہ یہ بیچارے کچھ نہیں کر سکتے۔ مفت کھاتے پیتے ہیں لیکن آج عالم اسلام میں ایک بڑی تبدیلی آ رہی ہے، عالم اسلام ایک چوراہے پر کھڑا ہے۔ تمام یہود اور مشرکین کا نشانہ عالم اسلام ہے۔ وہ کیفیت ہے کہ جیسے ایک شخص ایک پیالہ کی طرف کھانے کے لئے لوگوں کو بلائے گا تو آج کے حکمران اس عالم اسلام کا تحفظ نہیں کر سکتے سیاستدان نہیں کر سکتے کہ وہ سب امریکہ اور یہود کے ایجنٹ ہیں: ان کا ایمان نہیں، شہادت پر یقین نہیں، انہیں جہاد کی اہمیت نہیں معلوم۔ مصر ہے کہ شام ہے ترکی یا الجزائر دشمن کہتا ہے کہ ہم ان بے عمل حکمرانوں سے نہیں ڈرتے کہ یہ سیاستدان تو ہمارے چھوڑے گئے نظام کے محافظ ہیں بیورو کریٹ اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ یہ تو سب ہمارے سانچوں میں ڈھلے ہیں۔ صرف علماء اور طلباء ایسا کر سکتے ہیں کہ تمام عالم کفر

کا مقابلہ کر سکیں۔ افغانستان میں عالم کفر نے تجربہ کیا کہ علماء اور طالبان کے ذریعے ایک سپر پاور تہس نہس ہوا۔ اور کمیونزم کا نظام اپنی موت مر گیا۔ تو وہ سمجھ گئے کہ بڑی طاقت تو ایمان اور جہاد ہے تو تمام دنیا اٹھ کھڑی ہوئی ہے۔ ان الامم تداعی علیکم ۔ تداعی الا کلة الی قصعتها قال امن قلة یا رسول الله الی آخر الحدیث۔ چیچنیا میں ہزاروں مسلمانوں کی قتل وغارت ہو رہی ہے اور انکے اوپر بلڈوزر چلائے جارہے ہیں وہ یتیم بچے اور عورتیں بے سہارا ہو گئیں ہیں انکی حالت دیکھنے کے قابل ہے امریکہ اور روس متفق ہیں۔ روس کے وزیراعظم نے کہا ہے کہ ہم کلنٹن کے مشورہ سے یہ سب کچھ کر رہے ہیں یورپ کے تمام لوگ اس پر متفق ہیں کہ مدارس اور علماء کو ختم کرو کہ جہاد ختم ہو جائے تو پھر عالم اسلام کو غلام بنا سکتے ہیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے تمام عالم پر حکومت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ یہ حکم صرف اللہ کا چل سکتا ہے۔ ان الدین عندالله الاسلا م (الایة) نواز شریف کو کوئی پرواہ نہیں کہ کفر کا نظام آئے۔ بے نظیر کو لائیں اور کسی کے ساتھ کوئی فکر نہیں۔ ترکی کے ساتھ نہیں، حسنی مبارک کے ساتھ نہیں 'ان کے ہاں صرف یہ بات ہے کہ انکی حکومت قائم رہے۔ چاہے نظام جو کوئی بھی ہو تو آج تم لوگ نشانہ بنے ہوئے ہو۔ تمام عالم اسلام آج مردہ ہے ۵۲ اسلامی ممالک میں کوئی نہیں کہتا کہ چیچنیا کے مسلمان کیوں ہلاک کئے جارہے ہیں، کوسوو کے تمام ملک برباد ہوا جو مسلمان تھے ہزاروں افراد کی اجتماعی قبر نکلتی ہیں : تو ان مسلمانوں کا غم اور فکر صرف آپ نے کرنی ہے۔ بوسنیا میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا : کشمیر میں قتال جاری ہے۔ تو آج تم بڑی آزمائش میں ہو۔ ہماری کوشش ہو گی کہ تمام ممالک میں صرف طالبان ہی طالبان آجائیں۔ آج ملک میں رافضیت اور قادیانیت ہے اور رسومات بدعات ہیں، منکرین حدیث ہیں، شرک کا دور دورہ ہے۔ آج جو یہ پگڑی آپ کے سروں پر رکھی جارہی ہے : ہمارے حضرت شیخ الحدیثؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ الهندؒ کے پاس طلباء گئے کہ ہمیں نصیحت کریں تو شیخ الهندؒ نے کہا کہ جو پگڑی آپ نے ہمارے سروں پر رکھی ہے اسکو ہمارے قدموں میں گرا نہ دینا یعنی یہ پگڑی جو ہمارے سروں پر ہے آپ کی وجہ سے ہے۔ افتخار ملا ہے کہ آپ ایسے شاگرد تیار کئے تو کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھنا کہ ہمارے سروں پر عزت کی پگڑی داغدار ہو جائے۔

دوستو! حقانیہ ایک مدرسہ نہیں ایک انقلاب اور تحریک کا نام بن گیا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ روس کو تہس نہس کر دیا اور افغانستان کو آزاد کیا اور جہاد کیا اور اب نظام الٰہیہ کو قائم کیا۔ اسلئے فاضل اپنے ساتھ حقانی لکھا کریں کہ ایک شخص بہتر اجتماعی تشخص ابھر کر سامنے اور سب کی تقویت کا باعث بنے کیونکہ حقانی ایک بڑی تحریک اور تعارف ہے اپنے دار العلوم کی عزت کا خیال رکھو اور ہماری دعا ہے کہ دار العلوم کے فضلاء تمام دنیا پر سربالا و سرخرو ہو جائیں اور جسمیں کمی ہو اللہ تعالیٰ اسکو پورا فرمائیں۔ اور صلاحیتوں سے مالا مال کریں۔ اے اللہ جہاں بھی جائیں انکو کامیابی سے ہمکنار کریں۔ دار العلوم دیوبند کے فرشتہ صفت مجذوب اور اولین صدر مدرس حضرت مولانا یعقوبؒ سے طلباء نے کہا کہ ہم جا کر کیا کرینگے تو مولانا یعقوبؒ نے فرمایا کہ میں نے بڑی دعا کی اسلئے کہ پہلے تو فکر نہ تھی اب ذمہ داریوں کی فکر جمع ہوئی معاش کا کیا ہو گا تو مولانا یعقوبؒ بڑے محدث تھے تو مولانا یعقوبؒ نے فرمایا کہ پرواہ نہ کریں جدھر جاؤ گے تم ہی تم ہو گے۔ اور ہمیں حضرت شیخ الحدیثؒ نے بھی یہ کہا کہ حقانیہ کے فضلاء بھی جدھر جائیں گے ادھر تم ہی تم کا مصداق ہونگے۔ ہمیں ان کے انداز سے پتہ چلا کہ گویا خود تو حضرت پر فضلاء کے بارے میں ایسی حالت گزری اور یقین دہانی اللہ سے حاصل کر لی ہے تو آپ بھی معاش کی فکر نہ کریں: اللہ پاک آزمائش لائینگے کہیں نوکری کے پیچھے، سکول ماسٹری کے پیچھے نہ لگ جائیں، اللہ پر توکل کریں تھوڑی تھوڑی آزمائش ہو گی مگر اللہ پاک آسانی لائیں گے۔ جس نے اللہ پاک کے لئے اپنا آپ کو وقف کیا اللہ اسکو بہت رزق عطا فرمائینگے، ویرزقه کما من حیث لا یحتسب اور جس نے اپنے آپ کو دنیا کے حوالہ کیا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی طرف سونپ دیتے ہیں: تو آپ فکر معاش نہ کریں بلکہ ہمارا یقین ہے کہ حضور ﷺ کی دعا ہر دور میں قبول ہو چکی ہے۔ فرمایا نضر الله امرأ سمع مقالتی فوعاها ثم اداها کما سمعها (الحدیث) تو نضر اللہ کا ظہور ہو گا۔ نضارت یعنی تروتازگی خوشی اور آسودگی نصیب ہو گی بشرطیکہ علم نبوی کو سننے کے بعد یاد کیا اور پھر کمی بیشی کے بغیر اسے بنی نوع انسانیت تک پہنچا دیا۔ اپنے مادر علمی کے ساتھ تعلق رکھو۔

آخر میں ایک مختصر سی بات عرض ہے کہ دار العلوم نے اپنی روایات کے خلاف ایک کام

ایک جذبہ کے تحت کیا ہے اور یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر المومنین ایک سنبول (symbol) بن چکے ہیں، ایک شخص کا نام نہیں اور اللہ تعالیٰ نے افغانستان میں آپ کے سے اسلامی نظام قائم کیا جس میں دارالعلوم کے طلباء کا عظیم حصہ ہے تو اللہ پاک نے دارالعلوم کو جہاد کی بڑی عزت دی : اور دارلعلوم کے ہزاروں طلباء نے قربانی دی ہے اور شہید بھی ہوئے ہیں۔ ان تمام امور کا مثبت ثمرہ امیر المومنین ملا محمد عمر کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جنہوں نے ایک اسلامی نظام قائم کیا۔ تو ہم اعزاز سمجھتے ہیں کہ دارالعلوم ان کو ایک اعزازی ڈگری عطا کرے جسے دنیا میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی جاتی ہے۔ لیکن یہ ایک طریقہ ہے کہ ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ مولانا محمد عمر کا یہ اعزاز تمام علماء کی خدمات کا اعتراف ہے۔ انکو دورہ حدیث کا موقع نہیں ملا۔ البتہ دارالعلوم حقانیہ کے کئی حقانی فضلاء سے ابتدائی درجات میں گویا یہ دارالعلوم کے استفادہ کا موقعہ ملا۔ اساتذہ کا اعتماد ہے کہ اصل علم تو عمل جہاد ہے اور تعلق مع اللہ ہے اور دنیا کو اسلامی نظام دینا ہے۔ وصلی الله علی النبی الامی واله واصحابه وسلم تسليما كثيراً۔

حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کا خطاب

الحمدلله جل وعلىٰ : والصلوة والسلام على خاتم الانبياء : وعلىٰ اله واصحابه شموس الفضل واعلام الهدى اما بعد قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون: قال النبى صلى الله عليه وسلم : العلماء ورثه الانبياء : وان الانبيالم يور ثوا ديناراًولا درهماً بل ورثوالعلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر۔

میرے قابل صد احترام علماء کرام : شیوخ الحدیث اور شیوخ التفسیر۔ اور دور دور سے آئے ہوئے معزز مہمانان کرام! اللہ پاک آپ حضرات کے آنے کو خیر و برکت کا ذریعہ بنائے، طلباء کے ختم بخاری کو اللہ پاک اس ملک میں اسلامی نظام کے لانے کا پیش خیمہ بنائے۔ اور میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو قلبی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین ملا محمد عمر حفظه الله وايده بنصرمن عنده کو عالمی فخری سند عطا کی۔ یقیناً وہ اس سند کے مستحق ہیں۔ ایسا عظیم

مجاہد کہ اسکے آنے سے اللہ پاک نے سولہ سال کی مسلسل جہاد کے ثمرات کو زندہ کیا۔ ایسا عالم ہزاروں عالموں پر بھاری ہے: ولیس علی الله بمستنکر : ان یجمع العالم فی واحد دار العلوم ایک جہادی مرکز ہے۔ ہمارے شیخ و مرلی حضرت مولانا عبدالحق ؒ نے ساری زندگی جہاد کا درس دیا۔ شاگردوں کو فرماتے تھے کہ ایسا وقت آئے گا کہ اللہ تعالی آپکے ہاتھوں میں زمام اقتدار دے گا، انشاء اللہ آپ قاضی ہونگے، مفتی ہونگے گورنر، وزیر اعظم، وزیر اور مشیر بھی بنیں گے تو بعض طلباء مسکراتے تھے کہ یہ حضرت الشیخ ؒ کیا فرماتے ہیں؟ لیکن اصل بات یہ تھی کہ اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنورالله، اور قلندر ہر چه گوید دیده گوید

آج الحمد للہ حضرت الشیخ ؒ کے شاگرد (تحریک طالبان) حقیقی معنی میں افغانستان میں بر سر اقتدار ہیں اور انہوں نے دنیا کی واحد مکمل آزاد اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی ہے۔ اور دنیا بھر کی عالمی طاغوتی قوتوں کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔ یہ سب دارالعلوم حقانیہ اور حضرت شیخ کی کرامات اور دعائیں ہیں۔ دارالعلوم حقانیہ اور دیگر مدارس اسلامیہ کی طرف آج دنیا بھر کی کفریہ طاقتیں اکھٹی ہو چکی ہیں۔ وہ اسلامی مدارس کے بڑھتے ہوئے کردار کو ختم کرنا چاہتے ہیں اس مقصد کے لئے انہوں نے سابق وزیر اعظم نواز شریف اور اسکے بھائی کو استعمال کرنا چاہا لیکن الحمد للہ خدا نے ان سازشی عناصر کو اپنی سازشوں سمیت نیست و نابود کر دیا۔ تحریک طالبان پر بھی انہوں نے دہشگردی کا الزام عائد کیا۔ جب افغان سفیر مولانا سعید الرحمان حقانی نے میاں برادران کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرنے کیلئے وقت مانگا تو ان متکبر اور زمانہ حال کے فرعونوں نے رعونیت سے کہا کہ ہمارے پاس تمہارے لئے کوئی وقت نہیں تو خدا نے کہا کہ اب تمہارے لئے بھی میرے پاس وقت نہیں۔ اور انکو ذلت اور حقارت کیساتھ اقتدار سے باہر پھینک دیا۔ ہماری دعا ہے کہ موجودہ عسکری قیادت کو اللہ تعالی ملک و ملت کی خدمت اور اسلامی نظام نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

میں شمس الاسلام امیر المومنین حضرت مولانا ملا محمد عمر مجاہد مد ظلہ اور تحریک طالبان کو دارالعلوم کی اعزازی ڈگری پیش کرنے پر انہیں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

تحریک طالبان کے رہنما اور افغانستان کے وزیر مذہبی امور مولانا مسلم حقانی کا خطاب

الحمدلله الذی صد ق وعده، و نصر عبده، و هزم الاحزاب وحده: والصلوة والسلام علی من لانبی بعده اما بعد ، فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم، بسمه الله الرحمان. قل رب زدنی علماً (الایة) اگر گویم مسلمانم بلرزم . که دانم مشکلات لا اله

اپنے مشائخ اور اساتذہ کی اجازت سے سب سے پہلے اپنے علماء و مشائخ اور روحانی مربین کو اور خصوصاً مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو امیر المومنین کا سلام عرض کرتا ہوں۔ اور اپنے تمام مہاجر بھائیوں اور طلباء کو بھی سلام عرض کرتا ہوں۔ اور فارغ التحصیل طلباء کرام کو حضرت امیر المومنین کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دارالعلوم حقانیہ تمام علماء اور فضلاء کیلئے مادر علمی ہے۔ سالانہ دستاربندی کے موقع پر ہماری آرزو ہوتی ہے کہ دستاربندی میں شرکت اپنے مشائخ کی زیارت کا ذریعہ بن جائے۔ محترم فضلاء کرام! یہ دستار فضیلت دراصل تمہارے سر وں پر بڑی ذمہ داری ہے کہ آج آپ وہ طالب علم نہیں رہے جو تھے۔ آج طلباء اور علماء کا طبقہ تمام دنیا کے مظالم کا نشانہ بنا ہوا ہے۔ تحریک طالبان کی جدوجہد میں ہمارے بہت سے ساتھی شہید ہوئے۔ آپ کی طرح ان مشائخ سے اسی دارالعلوم حقانیہ کے میدان میں انہوں نے پچھلے سالوں میں دستار فضیلت کا شرف حاصل کیا تھا لیکن آج وہ شہید ہو گئے ہیں۔ اور وہ ہم میں موجود نہیں۔ انہوں نے یہاں جو کچھ سیکھا تھا دین کی سربلندی کی خاطر اور جہاد کے ثمرات کو ضائع ہونے سے بچانے کیلئے اپنی جانیں اسلام کیلئے نچھاور کر دیں۔ من المومن رجال صدقوا ما عا عد وا لله علیه فمنهم من قضی نحبة ومنهم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا (الایة) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں میں ایسے کامل لوگ ہیں کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اسکو پورا کیا۔ بعض نے اپنا وعدہ پورا کیا: بعض حیرتان میں شہید ہوئے۔ بعض دشت لیلیٰ میں شہید ہوئے اور انکی آرزو یہ تھی کہ خدا کا نظام خدا کی زمین پر ہو۔ نہ متاع تھی نہ کچھ اور مسائل صرف کلمہ ساتھ تھا۔ ومنهم من ینتظر' بعض اب تک محاذ پر موجود ہیں۔ وما بدلوا تبدیلا: انہوں نے اپنے وعدہ مین کوئی تغیر نہ کیا۔ آپ پیغمبر علیہ السلام کے وارث ہیں: العلماء ورثة الانبیاء پیغمبر نے جو

کام کیا وہ آپ کا کام ہے۔ حضرت محمد ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرماتے تھے انکے سامنے بہترین شاگرد موجود تھے۔ ابو بکرؓ تھے، عمرؓ تھے، عثمانؓ، علیؓ تھے اور ابو ہریرۃؓ سامنے تھے۔ حضرت محمد ﷺ ان کو درس حدیث دیتے اور انکو دین سکھلاتے اور جب آدھی رات ہوتی تو حضور ﷺ نماز میں کھڑے ہوتے اور دعا کرتے : اور جب ضرورت ہوتی تو حضور ﷺ بڑے مجاہد ہوتے اور تمام صحابہ کو جہاد کیلئے ابھارتے کہ کفر کی جڑ کو تلوار سے کاٹ لو۔ ان کا دوسرا طریقہ نہیں : تدریس بھی حضور پاک ﷺ کا وظیفہ تھا، جہاد بھی وظیفہ تھا، مسلمانوں کی حفاظت حضور پاک کا وظیفہ تھا۔ آج تم لوگ فارغ ہوئے تو یہ وظیفہ آپ کو سونپا گیا مشائخ کی ھدایات پر عمل کرو جن لوگوں کے سروں سے اساتذہ اور علماء اپنا ہاتھ اٹھا لیتے ہیں وہ لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اے لوگو! یہ بات سن لو : کہ آج الحمد للہ تمام علماء اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ افغانستان ایک صحیح اسلامی ملک ہے اور یہ حق کی علامت ہے۔ ہمارے بہت سے مشائخ اس بات کو لیکر قبور کو چلے گئے کہ انہوں نے اسلامی نظام کاش دیکھا ہوتا۔ امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ جب روس کے لیڈروں سے ملے اور اسلام کی دعوت دی اور انکے سامنے اسلام کی خوبیاں بیان کیں تو انہوں نے اعتراض کیا کہ اسلام نے عبادات کو تو بیان کیا ہے لیکن اقتصادیات کو ذکر نہیں کیا، تو مولانا سندھیؒ نے فرمایا کہ کاش آپ نے اسلام کے قانون کو مکمل مطالعہ کیا ہوتا تو پھر آپ یہ اعتراض نہ کرتے۔ اور پھر انکے سامنے قرآن کی یہ مختصر آیت بیان کی۔ ویسئلونك ماذا ینفقون قل العفو (الایة) العفو کہ ضرورت سے زیادہ خرچ کرو تو اگر یہ سرمایہ دار مسلمان آج اگر لوگوں کی مکمل اعانت کریں تو غربت ختم ہو جائیگی لیکن جو خدا اور رسول کا دشمن تھا وہ کہتا ہے کہ اگر مجھے یہ آیت پہلے سے معلوم ہوتی تو میں مساوات کی بنیاد نہ رکھتا۔ والفضل ما شهدت به الاعداء۔ پھر وہ کہتا ہے کہ اسلام کی باتیں تو سچی ہیں مگر اسکا کوئی نمونہ تو پیش کرو تو مولانا اسوقت خاموش رہے لیکن آج اگر وہ زندہ ہوتے تو یقیناً وہ یہ کہہ سکتے تھے کہ دنیا میں ایک ایسا خطہ موجود ہے جہاں پر اسلام کا قانون نافذ ہے : اور وہ ہے افغانستان جس نے تمام عالم کفر کی مخالفت کو مول لیا ہے لیکن حق کی آواز کو نہیں چھوڑا امریکہ، روس، ایران، اسرائیل، وغیرہ کے تمام ناپاک عزائم کو ہم نے خاک میں ملا دیا ہے۔

امیر المومنین کو جامعہ کی طرف سے دی گئی ڈگری کا عکس ------ (ادارہ)

بسم الله الرحمن الرحيم

الشهادة العالمية الفخرية من جامعة دار العلوم حقانية اكوره ختك

الى شمس الاسلام امير المؤمنين ملا محمد عمر المجاهد حفظه الله تعالى

الحمد لله الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون وجعل دين الاسلام مقياساً للحلال والحرام وآثار الشريعة الغراء بمعالم واعلام يهتدي بها المتخبطون في دياجير الأوهام وغياهب الاهواء، وانتخب لنشر هذا الدين الحنيف صفوة الابرار اصحابه الاخيار القائمين بامر الله وانتخب فيهم خلفاء رسول الله صلى الله عليه وسلم الخلفاء الراشدين الذين بسطوا العدل والامن في أرجاء المعمورة ثم اخلفهم في كل عصر جماعة قائمة على الحق لا يخافون لومة لائم ولا بطشة حاكم يحمون حمى الاسلام، والصلوة والسلام على من ارسله رحمة للعالمين وخاتم النبيين نبي الرحمة ورسول السلام فطهر صلوات الله وسلامه عليه الملة العوجاء من دنس الكفر ونجاسة الأصنام والأوثان وأنار الكون بانوار القرآن والسنة ورضي الله عن اصحابه الكرام المتمسكين بذروة عمود الاسلام القائمين لنصرة الدين مقاماً تزل فيه الأقدام.

وبعد فيسر القائمون على شئون **جامعة دار العلوم الحقانية** واساتذتها ومشائخها أن يمنحوا بكل توقير واجلال هذه الشهادة الفخرية الى شمس الاسلام ونور الدين امير المؤمنين للامارة الاسلامية افغانستان **ملا محمد عمر المجاهد** المفدى حفظه الله تعالى ورعاه وسدد خطاه، اعترافاً بشخصيته العملاقة ومكانته العبقرية التي تفوق عن آلاف العلماء والمشائخ لأعماله العظيمة واسعة النطاق في ميادين الجهاد والدعوة الى الله تعالى وتوحيد صفوف المجاهدين وتطهير البلاد الماقفة بجراثيم الإلحاد والشيوعية وتطبيرها بعطور القرآن والسنة وبسط الأمن والرفاهية والهدوء والاستقرار في افغانستان وصموده كالصخرة الصماء امام الحملات الجسام من التيارات الاستعمارية الشرسة الغربية والشرقية ومقاومته الهجومات العشوائية الأمريكانية في وقت تكالبت فيه عناصر الكفر وجيوش الإلحاد والزندقة على الإسلام وابنائه وصارت الأمة الاسلامية في هذه الظروف المريرة الحالكة مصداق قوله عليه السلام "يوشك الأمم ان تداعى عليكم كما تداعى الأكلة الى قصعتها فقال قائل ومن قلة نحن يومئذ قال بل انتم يومئذ كثير ولكنكم غثاء كغثاء السيل ولينزعن الله من صدور عدوكم المهابة منكم وليقذفن الله في قلوبكم الوهن فقال قائل يارسول الله وما الوهن؟ قال، حب الدنيا وكراهية الموت" **والجامعة الحقانية** لكونها معقلاً عظيماً وحصناً حصيناً لإعداد المجاهدين والفدائيين في جهاد افغانستان وحركة طالبان في امارة اسلاميه افغانستان وتود ان تتشرف بتقديم هذه الشهادة العالمية الفخرية الجهادية الى معاليه وكذا تقدر الجامعة لطلبة العلوم الاسلامية أبطال الاسلام بطولاتها الايمانية في مؤازرة امير المؤمنين في جميع الشئون الجهادية والإدارية والتعليمية والدعوية تقبلها الله تعالى وجعلها في موازين حسناتهم ورزقهم الثبات على الاعتصام بالكتاب والسنة وسيرة السلف الصالحين والله هو الموفق وهو المستعان وعليه التكلان وصلى الله تعالى على أشرف المرسلين وخاتم النبيين وشفيع المذنبين وعلى آله الطيبين الطاهرين واصحابه الغر الميامين وعلى من تبعهم وسلك مسلكهم وترسم خطاهم ونحا نحوهم من الائمة المجتهدين والعلماء الربانيين والمجاهدين.

توقيع رئيس الجامعة الحقانية وشيخ الحديث بها

٢٥ رجب المرجب ١٤٢٠ھ

وتوقيعات الاساتذه

العبد الاحقر مغفور الله

١٤٢٠/٧/٢٥

دار العلوم حقانية

جناب مولانا محمد شہاب الدین ندوی صاحب
ناظم فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ، بنگلور، انڈیا

خلافتِ ارض کے لئے علمِ کیمیا اور طبیعیات کی اہمیت اور جدید صنعتی علوم کا ایک تعارف

(آخری قسط)

کاربنی مرکبات : غرض آج ماہرین کیمیا لیبورٹری میں نئے نئے تجربات کرکے نئی نئی ایجادات واختراعات میں دن رات مصروف ہیں اور خاص کر صنعتی میدان میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا کرچکے ہیں۔ چنانچہ آج مصنوعی غذاؤں، مصنوعی کھادوں، مصنوعی اشیاء اور مصنوعی ادویات کا دور ہے جو قدرتی پیداوار کی نقل کے طور پر اور مصنوعی طور پر کارخانوں میں تیار کئے جارہے ہیں اور اس میدان میں ہزاروں لاکھوں صنعتیں مصروف عمل ہیں۔ اور ان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ آج مصنوعی طور پر جو "مادے" یا جو چیزیں تیار کی جارہی ہیں ان کی تعداد ساٹھ لاکھ تک جاپہنچی ہے (۱۷)۔ اور یہ وہ مادے یا مرکبات ہیں جن میں کاربن ایک لازمی عنصر کے پایا جاتا ہے۔ اصطلاحی طور پر ان مرکبات کو "نامیاتی مرکبات" (Orgnaic Compounds) یا "کاربنی مرکبات" (Carbonic Compunds) کہتے ہیں۔ ان کے بالمقابل وہ مرکبات جن میں کاربن شامل نہیں ہوتا انہیں "غیر نامیاتی مرکبات" (Inorgainc Compounds) کہا جاتا ہے۔ واضح رہے ۱۸۲۸ء سے پہلے کاربنی مرکبات کا اطلاق صرف زندہ اشیاء یا حیوانات سے تعلق رکھنے والی چیزوں ہی پر ہوتا تھا۔ اسی بنا پر انہیں نامیاتی مرکبات کہا جاتا ہے۔ مگر ۱۸۲۸ء میں ایک جرمن سائنسدان فریڈرک ووکر نے اپنی تجربہ گاہ میں مصنوعی طور پر یوریا تیار کرلیا جو ایک نامیاتی مرکب ہے۔ اور یہ کامیابی ایک تجربے کے دوران ظاہر ہوئی (۱۸)، پھر کیا تھا صنعتی میدان میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوگیا اور نامیاتی مرکبات دھڑا دھڑ بننے اور تیار ہونے لگیں، جن سے آج بازار پٹے ہوئے ہیں۔ ان جدید صنعتوں کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا

۹۴

جاسکتا ہے کہ کاربنی اشیاء کی تیاری کیلئے جو صنعتیں صرف خام مواد فراہم کرتی ہیں خود ان کی تعداد آج پچاس ہزار تک جا پہنچی ہے۔ (۱۹)۔ اس اعتبار سے آج صنعت و ٹیکنالوجی کے میدان میں طبیعیات اور کیمیا کی بادشاہی نظر آرہی ہے، جو قوموں کی قسمتوں کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ جو قومیں ان علوم میں فائق ہیں وہ محض صنعت و حرفت ہی کے لحاظ سے نہیں بلکہ معاشی، تجارتی، تمدنی اور عسکری میدانوں میں بھی برتری حاصل کر کے دنیا بھر کی تجارتی منڈیوں پر قابض ہو چکی ہیں اور عالم اسلام اپنی غفلت کے باعث اس میدان میں پسماندہ اور دیگر قوموں کا دست نگر بن کر رہ گیا ہے۔ بہر حال علم کیمیا کے مطالعہ سے اشیائے عالم کی ماہیئت اور انکی ساخت و پرداخت کی معرفت حاصل ہوتی ہے، جو دینی و دنیوی دونوں اعتبارات سے اہم ہے بلکہ آج خلافت ارض کا دارومدار عناصر کی معرفت اور ان کی تسخیر پر مبنی نظر آتا ہے، جو آج قوموں کے عروج وزوال میں اہم رول ادا کر رہے ہیں اور یہ علوم قوموں کی فتح مندی کا نشان قرار پا چکے ہیں نیز ان علوم میں مہارت کے بعد قرآن عظیم کے حسب ذیل کلیات کی حقیقت بھی پوری طرح واضح ہو جاتی ہے :

"وكل شئيٍ عنده بمقدارٍ" : اور اس کے یہاں (اس کی مخلوقات و موجودات میں) ہر چیز ایک خاص مقدار میں ہے۔ (رعد : ۸) ---- "وَخَلَقَ كُل شئيٍ فقدره تقدِيرا" :اس نے ہر چیز پیدا کی اور ہر چیز کا ایک (طبیعی) ضابطہ بنایا۔ (فرقان : ۲)--- "اناكل شئي خلقناه بقدرٍ "ہم نے ہر چیز یقیناً ایک خاص ضابطے کے تحت بنائی ہے۔ (قمر : ۴۹)--- "ماترى فِي خلقِ الرحمانِ مِن تفاوُتٍ" تو خدائے رحمان کی تخلیق میں کسی قسم کا خلل نہیں دیکھے گا۔ (ملک : ۳)

علم کیمیا کی شاخیں : علم کیمیا کی اس اہمیت کے بعد آیئے اس کے ذیلی علوم پر بھی ایک نظر ڈال لیں، تاکہ یہ بحث مکمل ہو جائے۔ چنانچہ علم کیمیا کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں : نامیاتی کیمیا (Organic Chemistry) اور غیر نامیاتی کیمیا (Inorganic Chemistry)۔ قسم اول کے تحت نامیاتی مرکبات کا مطالعہ کیا جاتا ہے اور قسم ثانی کے تحت غیر نامیاتی مرکبات کا۔ مرکب کا مطلب ہر وہ چیز ہے جو دو یا دو سے زیادہ مفرد عناصر سے بنی ہوئی ہو۔ جیسے پانی ایک مرکب ہے جو ہائیڈروجن اور آکسیجن سے مل کر بنتا ہے۔ اسی طرح کاربن ڈائی آکسائیڈ، نشاستے، مواد لحمید، چربی،

شکر، تیل، لکڑی، کوئلہ اور ربڑ اسپرٹ، روئی، گلوکوز، اور نائیلون غیرہ مرکبات ہیں۔ جو مختلف عناصر سے مرکب ہیں۔ علم کیمیا کی دیگر شاخیں حسب ذیل ہیں :

(۳) تحلیلی کیمیا (Analytical Chemistry) جو کیمیائی مادوں کے خصائص اور مرکبات کی ساخت اور ان کے طبائع سے بحث کرتا ہے۔

(۴)۔ تطبیقی کیمیا (Applied Chemistry) اس علم کا تعلق کیمیائی مادوں اور ان کے تعاملات کی جانکاری سے عملی استفادہ کرنے سے ہے۔

(۵)۔ حیاتیاتی کیمیا (Biochemistry) اس علم کے تحت زندہ اشیاء (حیوانات و نباتات) کے کیمیائی اعمال کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

(۶)۔ طبیعی کیمیا (Physical Chemistry) اس علم کی رو سے مادہ کے طبیعی خصائص کی اصطلاحوں میں کیمیائی اعمال کی تشریح کی جاتی ہے، جیسے مقدار مادہ، حرکت، حرارت، برق اور اشعاع۔

(۷)۔ ترکیبی کیمیا (Polymer Chemistry) اس علم کے تحت پلاسٹک اور دیگر چین جیسے سالموں سے بحث کی جاتی ہے جو چھوٹے چھوٹے سالموں سے تشکیل پاتے ہیں۔

(۸)۔ مصنوعی کیمیا (Synthetic Chemistry) اس علم کا تعلق ان کیمیائی عناصر اور مرکبات سے ہے جو نظام فطرت میں پائے جانے والے مواد یا مرکبات کی نقل ہوتے ہیں۔ بالفاظ دیگر مصنوعی طور پر ایسے مرکبات تیار کرنا جو طبیعی اعتبار سے پائے نہیں جاتے۔ (۴۰)

<u>کیمیادانی کا کمال</u> : اس آخری علم (مصنوعی کیمیا) کا تعلق نامیاتی کیمیا سے ہے، جو نامیاتی مرکبات سے بحث کرتا ہے اور جیسا کہ بتایا جاچکا نامیاتی مرکبات وہ ہیں جن میں کاربن بحیثیت ایک لازمی عنصر پایا جاتا ہے اور زیر بحث مسائل و مباحث کا تعلق اسی علم سے ہے۔ آجکل مصنوعی طور پر جو کیمیائی مرکبات صنعتی پیمانے پر تیار کئے جارہے ہیں وہ سب کے سب کاربن کی اس بنیادی خصوصیات ہی کی بنا پر ہیں کہ وہ دیگر عناصر کے برعکس مختلف طریقوں سے تعامل کرتے ہوئے لمبے لمبے "سالماتی چین" بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس صلاحیت کی بنا پر وہ مصنوعی مرکبات بنانے کا بھی اہل نظر آتا ہے۔ چنانچہ قدرتی اشیاء میں کاربن پایا جاتا ہے ان کے ذریعہ سائنسدان ایسے نئے نئے مصنوعات

(مرکبات) تیار کرنے کے قابل بن گئے ہیں جو کارخانہ قدرت میں پائے نہیں جاتے۔ اور ان مصنوعی یا نامیاتی مرکبات میں مختلف قسم کی ادویات، رنگ و روغن، خوشبوئیات، مصنوعی ریشے، پلاسٹک، دھماکہ خیز مادے، مصنوعی ربر، مومی اشیاء اور چکنا کرنے والے مادے وغیرہ شامل ہیں اور جیسا کہ بتایا جا چکا ان مصنوعات کی تعداد آج ساٹھ لاکھ تک جا پہنچی ہے اور اس وقت روئے زمین پر لاکھوں کارخانے ان اشیاء کی تیاری میں مصروف ہیں۔ ان اشیاء نے تمدن جدید میں بہت زیادہ اہمیت حاصل کرلی ہے اور ترقی یافتہ قومیں محض اپنی فنی جانکاری کی بناپر سستی چیزوں سے یہ قیمتی اشیاء تیار کرتی ہیں اور خوب مالی منفعت حاصل کرتی ہیں بلکہ انہوں نے اس باب میں اپنی اجارہ داری قائم کرلی ہے۔ جن خام اشیاء سے مذکورہ بالا "نامیاتی مرکبات" تیار کئے جاتے ہیں ان میں پٹرول اور قدرتی گیس خاص طور پر شامل ہیں۔ نیز ان کے علاوہ کوئلہ، چونے کے پتھر، ربر، لکڑی، درختوں کے ڈنٹھل، کوڑا کرکٹ اور بھوسی جیسی معمولی چیزیں بھی شامل ہیں۔ چونکہ ان تمام اشیاء میں کاربن پایا جاتا ہے اسلئے انکی شکل تبدیل کر کے انہیں دوسری شکل دینا بہت آسان ہو گیا ہے۔

<u>معجزات کیمیا</u>: قدیم کیمیادان سستی دھاتوں کو سونے اور چاندی میں تبدیل کرنے کا خواب ہی دیکھتے رہ گئے، مگر جدید کیمیادانوں نے ہر چیز کو گویا کہ "سونے" میں تبدیل کرنے کا گر معلوم کر ہی لیا۔ اس اعتبار سے آج کیمیا کی جادوگری کا سکہ قائم ہو گیا ہے۔ چنانچہ آج کیمیادان درختوں کی لکڑی سے ایسی ایسی چیزیں بنانے پر قادر ہو گئے ہیں جس پر عوام کو یقین کرنا مشکل نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر آج لکڑی سے کاغذ بنایا جارہا ہے جس پر کتابت وطباعت کا دارومدار ہے۔ لکڑی کو سیلولوز میں تبدیل کر کے اس سے پلاسٹک بنایا جارہا ہے، جس سے ہزاروں قسم کی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ لکڑی سے الکحلی مادے، ایسڈ اور گوند بنائے جاتے ہیں۔ اسی طرح لکڑی سے خوبصورت قسم کا مصنوعی کپڑا بھی تیار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک ٹن لکڑی سے تقریباً ڈیڑھ ہزار میٹر مصنوعی ریشم بنایا جارہا ہے۔ اور جیسا کہ سب کو معلوم ہے کوئلہ ایک حقیر سی چیز ہے۔ مگر کیمیادان اس حقیر سی چیز سے حیرت انگیز اشیاء تیار کر کے اپنی جادوگری ثابت کر چکے ہیں۔ چنانچہ آج کوئلے سے کھیتوں کی زرخیزی کے لئے مصنوعی کھادیں تیار کی جارہی ہیں۔ تمدنی ضروریات کے لئے پلاسٹک تیار کیا جارہا

ہے، گھروں اور عمارتوں کی خوبصورتی کیلئے رنگ و روغن بر آمد کئے جارہے ہیں، علاج و معالجے کے لئے دوائیں بنائی جارہی ہیں، جنگ و جدل کیلئے بارود اور دھماکے خیز مادے تیار کئے جارہے ہیں، ملبوسات کو معطر کرنے کیلئے عطریات کی کشید کی جارہی ہے، حتیٰ کہ اس سے کھانے کیلئے سرکہ تک بنایا جارہا ہے۔ اسی طرح ربر سے آج تقریباً پچاس ہزار قسم کی تمدنی چیزیں بنائی جارہی ہیں، جن میں موٹروں اور کاروں کے ٹائر اور ٹیوب وغیرہ بھی شامل ہیں۔ آج جدید کیمیادانوں نے ایسے ساٹھ قسم کے مرکبات کا پتہ چلالیا ہے جو مصنوعی ربر کا بدل بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اس میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ نئے دریافت شدہ مرکبات بعض دیگر ضروریات میں بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں جن میں ربر کا کوئی مقام نہیں ہے۔ پلاسٹک معمولی چیزوں سے بنایا جاتا ہے، جن میں کوئلہ، پٹرول، قدرتی گیس اور چونے کے پتھروں کے علاوہ نمک اور لکڑی نیز بھوسی اور درختوں کے ڈھنٹل جیسی حقیر چیزیں بھی شامل ہیں۔ آج کیمیاداں کپڑے پر سیال پلاسٹک کی تہہ بچھا کر ایسی چیز تیار کرچکے ہیں جو چمڑے کا بدل ہے۔ اسی طرح غذائی اشیاء کو جراثیم کی اثراندازی اور ان کی سمیت سے محفوظ کرنے اور غذائی اشیاء کو ایک لمبے عرصے تک تروتازہ رکھنے کا فن بھی علم کیمیا کی بدولت دریافت کرلیا گیا ہے۔ چنانچہ آج غذائی اشیاء کو پکا کر انہیں سائنٹفک طریقے پر ڈبوں میں اس طرح محفوظ کردیا جاتا ہے کہ وہ ایک مدت تک خراب نہ ہونے پائیں۔ یہاں تک کہ گوشت اور مچھلی مہر بند ڈبوں میں پیک کرکے محفوظ کردئے جاتے ہیں۔

پٹرول اور پٹرولیم کی اشیاء : جیسا کہ اوپر بتایا گیا پٹرول اور گیس بھی نامیاتی مرکبات میں داخل ہیں، کیونکہ ان میں بنیادی طور پر کاربن کا عنصر شامل ہے۔ ان دونوں کی اسی خصوصیت کی بناء پر انکے ذریعہ ہزاروں قسم کے نامیاتی مرکبات مصنوعی طور پر بنانا ممکن ہوگیا ہے۔ چنانچہ آج پٹرولیم یا کروڈ آئیل سے جو کیمیائی مصنوعات تیار کی جارہی ہیں انہیں پٹروکیمیکلز (Petrochemicals) کہا جاتا ہے، جو تمدن جدید کی جان ہیں۔ چنانچہ آج پٹرولیم سے پلاسٹک، ڈٹرجنٹس، دوائیں، کیمیائی کھاد، جراثیم کش اشیاء، مصنوعی ربر، عطریات، دھماکہ خیز مادے، چکنائی والے مادے، موٹر آئیل، موم بتیاں، رنگ و روغن، الکوحلی مادے اور سیال ایندھن وغیرہ ہزاروں قسم کی اشیاء تیار کی جارہی

ہیں۔ اس سلسلے میں بنیادی فارمولا یہ ہے کہ کچے تیل یعنی کروڈ آئیل کو سب سے پہلے ریفائنری میں صاف کیا جاتا ہے، یعنی اسے گرم کر کے مختلف چیزیں یکے بعد دیگرے حاصل کی جاتی ہیں۔ چنانچہ "تیل کو زیادہ گرم کرنے پر پٹرول کے بخارات حاصل ہوتے ہیں، مزید گرم کرنے پر کیروسین خارج ہوتا ہے اور پھر چکنا کرنے والا تیل، گریس، ویسلین، پیرافین اور اسفالٹ یکے بعد دیگرے حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ اِن مرکبات کو دوبارہ صاف کر کے ان سے رنگ، کریم، موم، مصنوعی ربڑ اور جراثیم کش ادویات وغیرہ بنائی جاتی ہیں"۔ (۲۱)۔ اسی طرح پٹرول یا کروڈ آئیل سے ایتھین (Ethene) گیس اور پروپین (Propanone) برآمد ہوتے ہیں۔ اول سے بطور ایندھن استعمال کئے جانے کے علاوہ خاص کر پولیتھین (Ploythene) بنانے کا کام بھی لیا جاتا ہے، جو آجکل وسیع پیمانے پر پیکنگ کے کام آتا ہے۔ نیز اس کے علاوہ ایتھین گیس کو مصنوعی طور پر پھلوں کو پکانے کیلئے بھی استعمال کیا جارہا ہے اور پروپین سے مصنوعی ربڑ اور ریان تیار کیا جاتا ہے جو ریشم کی طرح نرم اور ملائم ہوتا ہے۔ اسی طرح اور بھی بے شمار چیزیں پٹرولیم سے بنائی جارہی ہیں اور ان تمام کی تفصیل بیان کرنا اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں ہے۔ یہ تو پٹرولیم سے بننے والی اشیاء کا حال ہوا، جب کہ خود پٹرول آج تمدن جدید میں شہ رگ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ چنانچہ موٹر ہو یا کار، ریل ہو یا ہوائی جہاز، اسکوٹر ہو یا ٹرک، نقل وحمل کے جتنے بھی ذرائع ہیں ان کا تقریباً سارا دارومدار پٹرول اور ڈیزل ہی پر ہے۔ اگر پٹرول ختم ہو جائے تو پھر شاید کوئلے کا دور واپس آجائے گا، یا پھر لوگ پیدل چلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

<u>پٹرول کی جنگ</u> : پٹرول کی اہمیت کے بارے میں یہ ایک مختصر جائزہ ہے اور اس جائزے سے بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ نقل وحمل اور جدید صنعتوں میں اس کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی جیسی ہے اور تمدن جدید کی ساری رونق آج پٹرولیم اور طبیعی گیس کی بدولت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام کو اس قدرتی دولت سے نہال کر رکھا ہے۔ اس وقت اسلامی ممالک پٹرولیم کے دو تہائی ذخائر کے مالک ہیں۔ مگر سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں پیچھے ہو جانے کی وجہ سے اپنی اس قدرتی دولت کا صحیح استعمال نہیں کر پارہے ہیں، بلکہ ترقی یافتہ قومیں مسلمانوں کی اس دولت کا استحصال کرتے

ہوئے انہیں جی بھر کے لوٹ رہی ہیں۔ چنانچہ اہل اسلام سے سستے بلکہ کوڑیوں کے داموں پٹرول خرید کر محض اپنی فنی جانکاری کی بنا پر اپنی چاندی بنا رہے ہیں۔

پٹرولیم کی یہی وہ اہمیت ہے جسکی وجہ سے آج عالم اسلام اور خاص کر مشرق وسطی میدان جنگ بنا ہوا ہے۔ چنانچہ اب بڑی قومیں اس سستی دولت کے حصوں کے لئے مرنے مارنے پر آمادہ ہو گئی ہیں اور خلیجی ممالک کشاں کشاں تیسری جنگ عظیم کے دہانے پر پہنچ گئے ہیں۔ کیونکہ پٹرول کا مسئلہ اب محض ایک صنعتی مسئلہ نہیں رہا، بلکہ اس کے ساتھ تمدنی، اقتصادی، تجارتی اور عسکری مسائل بھی جڑے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بڑی طاقتیں پٹرول کے حصول کو ہر قیمت پر یقینی بنائے رکھنا چاہتی ہے۔ اسی وجہ سے آج امریکہ خلیجی ممالک پر اپنی گرفت تنگ سے تنگ کرتا جارہا ہے اور اس کے قلب میں پیر پھیلا کر بیٹھ گیا ہے اور پڑوسی ممالک کو دھمکیوں پر دھمکیاں دیتا جارہا ہے اور انہیں بالکل غیر مسلح کر دینے پر اڑ گیا ہے تاکہ مغربی ممالک کے مفادات کے خلاف کوئی آواز بلند نہ ہو سکے۔ چنانچہ ایک بہت بڑی سازش کے ذریعہ ان ممالک میں دخیل بن کر اپنی من مانی کر رہا ہے اور دن رات نئی نئی سازشوں اور دسیسہ کاریوں میں مصروف ہے اور عرب ممالک محض اپنی سادہ لوحی کی بنا پر مغربی ڈپلومیسی اور اس کی چالوں سے مات کھا کر بلبلا رہے ہیں۔ اس اعتبار سے معاملہ بہت سنگین اور پانی سر سے اونچا ہو گیا ہے۔ یہ وہ صورت حال ہے جس سے آج عالم اسلام دوچار ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سارا فساد سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں عالم اسلام کے زوال وانحطاط کے باعث پیدا ہوا ہے۔ لہذا اب عالم اسلام کو اس میدان میں پھر سے آگے بڑھنے اور تلافئی مافات کر کے اپنا کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کرنے پر پوری سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہئیے۔ عالم اسلام کی اس پسماندگی کی بدولت آج مسلمان دینی ودنیوی حیثیتوں سے زبردست نقصان سے دوچار ہیں۔ دینی اعتبار سے علم واستدلال اور دلیل وحجت کے میدان میں پیچھے ہو گئے اور دنیوی اعتبار سے تمدن وعسکریت کے میدان میں کمزور بن گئے۔ جب کہ اسلام ان دونوں میدانون میں آگے بڑھنے کی تاکید کرتا ہے۔

پٹرولیم تاریخ کی روشنی میں : سائنسی تحقیق کے مطابق پٹرول وہ اکھوری ایندھن ہے جو

کروڑوں سال پہلے زمین پر بسنے والے حیوانات و نباتات کے زمین کے اندر دھنس جانے سے پیدا ہوا۔ یعنی ان کا وہ عرق ہے جو قشر ارض کے اندر موجود چٹانوں پر ٹھہر گیا۔ یونانی اور لاطینی زبانوں میں پٹرول کے معنی "چٹانی تیل" کے ہیں۔ اور یہ تقریباً ہزار سال پہلے سے جانا پہچانا ہے۔ چنانچہ بعض قدیم قومیں جیسے اشوری اور بابلی وغیرہ اس سے واقف تھیں (۲۲) اور اہل عرب بھی اس سے واقف تھے اور اس سے اونٹوں کی مالش کیا کرتے تھے۔ نیز وہ اسے آگ جلانے کیلئے بھی استعمال کرتے تھے۔ اور یہ چیز ان کے یہاں لفظ "نِفط" کی حیثیت سے جانی پہچانی رہی ہے اور یہ لفظ آج بھی پٹرول کے لئے جدید عربی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ صاحب لسان العرب علامہ ابن منظور اور صاحب تاج العروس علامہ مرتضٰی زبیدی دونوں نے لفظ نفط کی تشریح کرتے ہوئے تصریح کی ہے کہ اہل عرب اس سے اونٹوں کی مالش کیا کرتے تھے اور اسے آگ جلانے میں بھی استعمال کیا کرتے تھے۔ اور یہ کہ یہ چیز کنوؤں کی تہہ میں پائی جاتی تھی اور جس مقام سے پٹرول نکالا جاتا تھا اسے "نفاطۃ" کہا جاتا تھا۔ (۲۳)

علامہ زکریا محمود قزوینی (م ۶۸۲ھ) نے اپنی مشہور کتاب عجائب المخلوقات میں نفط یعنی پٹرول کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے اس دور کی ایک اہم معدنی چیز قرار دیا ہے۔ اور تحریر کیا ہے کہ اگر کوئی شہر یا کوئی ملک اس سے خالی ہو جائے تو تمدنی اعتبار سے وہاں پر بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔ موصوف کے الفاظ یہ ہیں: "ثم إلی معادن الأرض کالنفط والقیروالکبریت وغیرها، وأقلها الملح، فلوخلت منه بلدلسترع الفسادإلی أهلها۔(۲۴)

اس بحث سے واضح ہو گیا کہ عربوں کے یہاں زمانہ قدیم میں پٹرول کی بہت زیادہ اہمیت تھی، اگرچہ وہ اس کے جدید فوائد سے واقف نہیں تھے۔ لیکن انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی تحقیق کے مطابق پتہ چلا ہے کہ قرون وسطی میں عربوں نے پٹرول کو مقطر کر کے اس سے روشنی کا کام لینے کا فن دریافت کر لیا تھا۔ اور انہوں نے بارہویں صدی عیسوی میں مغربی یورپ کو اس فن سے روشناس کرایا۔

Early in the Christian era the Arabs and Persians developed an interest in crude petroleum and its distillation into illuminats, and probably as the result of the Arabs invasion of Spain, the art of distilation was available in

western Europe by the 12th century. (25)

اس اعتبار سے پٹرولیم کی دنیا میں یہ پہلی تحقیق اور پہلا سائنسی اکتشاف ہے جو عربوں کے ہاتھوں وقوع پزیر ہوا۔ لیکن یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ انہوں نے اس میدان کو سر کرنے کیلئے اہل مغرب کو تو جگادیا مگر خود سو گئے۔ گویاکہ کلید بر داران خلافت، خلافت ارض کی چابیاں دوسروں کے حوالے کر کے گوشہ نشین بن گئے۔ چنانچہ مسلمانوں کی اس گوشہ نشینی کا نتیجہ یہ ہوا کہ مغربی قومیں سائنس اور ٹیکنالوجی کی قوتوں سے لیس ہو کر خلافت ارض کے میدان کو پوری طرح فتح کر چکی ہیں اور صنعتی علوم سے لیس ہو کر کمزور قوموں کو اپنے پیروں تلے روندرہی ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اب اس میدان میں پسماندہ قوموں کو اُف تک کرنے کی بھی مجال باقی نہیں رہ گئی ہے۔ اب ان کو یا تو بڑی طاقتوں کے اشاروں پر ناچنا پڑے گا یا پھر بے موت مرنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ اب کوئی تیسری صورت باقی نہیں رہ گئی ہے۔

تمدنی میدان میں پسماندگی کے نتائج: ظاہر ہے کہ یہ ساری خرابی سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں مسلمانوں کے زوال وانحطاط کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تمدنی، صنعتی اور فوجی میدان میں کسی قسم کا پیچھے ہو جانا اس کی طبیعی موت کے برابر ہے۔ تو کیا اب بھی مسلمانوں کیلئے وقت نہیں آیا کہ وہ طویل نیند اور خواب گراں سے بیدار ہو کر کار خلافت سنبھالیں؟ آخر وہ بڑی طاقتوں کا ظلم وستم اور ان کی چیرہ دستیاں کب تک برداشت کرتے رہیں گے؟ مسلمان صنعتی میدان میں کیا پیچھے ہوئے وہ تمدنی، اقتصادی، تجارتی، فوجی، سیاسی اور ڈپلومیسی کے میدان میں بھی دیگر قوموں سے کوسوں دور ہو کر رہ گئے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بہترین اُمت بنا کر مبعوث کیا اور ان کو اُمت وسط کے لقب سے نوازا ہے۔ تو پھر خلافت کے میدان میں ان کی یہ پامالی اور پسماندگی کیوں ہے؟ کیا وہ مادی میدان میں پیچھے ہو کر اپنی روحانیت کو باقی رکھ سکتے ہیں؟ اسلام کا جواب ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ خلافت کی تکمیل کے لئے مادیت و روحانیت میں توازن ضروری ہے۔ کیونکہ مادیت اور روحانیت میں تفریق کے باعث معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا ہوتی ہیں اور اس میں قنوطیت، تشکیک اور فکری انتشار کے جراثیم جنم لیتے ہیں، جو روحانیت کے ارتقاء کیلئے بہت بڑا خطرہ ہیں۔

اسلام چونکہ ایک فطری اور حقیقت پسندانہ مذہب ہے لہذا وہ بدھ مت اور عیسائیت کی طرح ترک دنیا کی غیر فطری تعلیم دے کر معاشرہ میں انتشار برپا کرنے کا روادار دکھائی نہیں دیتا۔ اسی وجہ سے اس کی تمام تعلیمات حد درجہ معقول، معتدل اور حقیقت پسندانہ ہیں۔ چنانچہ اس نے خلافت ارض کے میدان میں مسلمانوں کو آگے بڑھا کر دنیا بھر کی تمام چیزوں کو مسخر کرنے اور ان کے دینی ودنیوی فوائد سے متمتع ہونے کی پرزور تعلیم دے رکھی ہے۔ تاکہ مسلمان دینی ودنیوی کسی بھی حیثیت سے کسی بھی دور میں کمزور یا پسماندہ بن کر نہ رہ جائیں۔

واقعہ یہ ہے کہ سائنسی علوم صرف صنعتی و تمدنی حیثیت ہی سے اہم نہیں بلکہ وہ دینی و شرعی حیثیت سے بھی اہم اور انتہائی ضروری ہیں، کیونکہ ان علوم کے باعث علمی واستدلالی میدان میں دین و شریعت کے بازو مضبوط ہوتے ہیں اور اس کے نتیجے میں اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے دین عمل میں آتا ہے۔ اور اسکے نتیجے میں مسلم معاشرہ میں احساس برتری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جو قومی حیثیت سے انتہائی اہم نتیجہ ہے۔ چنانچہ قوموں کو زندگی کے میدان میں آگے بڑھانے کیلئے احساس برتری کے جذبات سے لیس ہونا ضروری ہے ورنہ اسکے برعکس جو قوم احساس کمتری میں مبتلا ہو جائے وہ دیگر مادی تہذیبوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی بلکہ جلد یابدیر ان کا شکار بن کر اپنی قومی شناخت کھو دیتی ہے جیسا کہ آج یہ تمام حالات ہمارے سامنے ہیں اور اس کیلئے مثالیں پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

<u>خلاصۂ بحث</u> : لہذا ضروری ہے کہ مسلمان خلافت کے میدان میں از سر نو آگے بڑھ کر تلافی مافات پر کمر بستہ ہو جائیں۔ اسی غرض سے اللہ تعالیٰ نے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو علم اسماء یا علم اشیاء سے نوازتے ہوئے آپ کے سر پر خلافت ارض کا تاج رکھا تھا۔ اور پھر ایک انوکھے قسم کا مقابلہ منعقد کر کے اس علم کی فضیلت و برتری بھی ثابت کر دی تھی۔ تاکہ مسلمان کسی بھی دور میں اس علم کی اہمیت کو فراموش نہ کرنے پائیں۔ اس علم سے ہماری غفلت کے باعث اگرچہ ہم اس میدان میں بہت پیچھے ضرور ہو گئے ہیں، مگر تلافی مافات ہمارے لئے ناممکن نہیں ہے۔ جب کہ شرعی اعتبار سے یہ میدان سر کرنا ہمارے لئے واجب ہے۔ بے حس اور بے حمیت بن کر مزید ذلت ورسوائی برداشت کرنا ہمارے لئے شرعاً ناجائز ہے۔ رب العالمین کا منشاو مقصد تو یہ ہے کہ وہ اپنے

دین کو دلیل واستدلال اور سیاست وعسکریت دونوں میدانوں میں غالب کرے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: "هوالذي أرسَلَ رَسُولهُ بالهُدى ودِين الحق ليظرهُ على الدين كله' ولو كرهَ المشركونَ" : وہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا' تاکہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے 'اگرچہ مشرکین اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔ (توبہ: ۳۳ صف: ۹)

امام قرطبیؒ نے تصریح کی ہے کہ اس سے مراد حجت وبرہان میں غلبہ ہے جب کہ علامہ ابن کثیر نے صراحت کی ہے کہ اس سے مراد تمام ادیان پر فوجی وسیاسی اعتبار سے غلبہ مراد ہے (۲۶)۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں اعتبارات سے اہل اسلام کا دیگر ادیان ومذاہب اور اقوام عالم پر غلبہ واستیلاء مطلوب ہے اور جب تک مسلمانوں کو یہ تفوق حاصل نہ ہو جائے وہ دینی ودنیوی حیثیت سے ہمیشہ کمزور اور درماندہ رہیں گے اور موجودہ دور میں یہ مقام ومرتبہ حاصل کرنے کیلئے جدید سائنسی وصنعتی علوم میں پیش قدمی اور فنی اعتبار سے ان میں مہارت حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ آج قدریں بدل گئی ہیں اور جدید تجرباتی علوم ہر اعتبار سے قوموں کی عظمت وبرتری کا نشان قرار پاچکے ہیں، جنہیں کسی بھی حال میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اہل اسلام نے دیوار کے لکھے کو نظر انداز کر دیا تو وہ اس کی بہت بڑی سزا بھگتیں گے۔ سزا تو وہ اب بھی بھگت رہے ہیں' جب کہ آنے والا دوران کیلئے مزید رسوا کن ہوگا۔ (خدانخواستہ)۔ لہذا علمائے اسلام پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ جدید علوم سے چھوت چھات ترک کر کے میدان عمل میں آئیں اور مسلم معاشرہ کو ترغیب وتحریص کے ذریعہ کار خلافت میں آگے بڑھائیں تاکہ مسلمان عصر جدید کے چیلنجوں کا صحیح جواب دے کر دین لدی کو ہر حیثیت سے غالب وبرتر کر سکیں۔

﴿ مراجع ﴾

(۱۷)۔ دیکھئے کتاب "بیسک کانسپٹس آف کیمسٹری" ص ۴۶۶' مطبوعہ بوسٹن۔ (۱۸)۔ دیکھئے حوالہ سابق' ۴۶۶۔
(۱۹)۔ دیکھئے حوالہ سابق' ۴۔ (۲۰)۔ ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا: ۳ / ۳۶۸' مطبوعہ لندن' ۱۹۹۶ء۔ (۲۱)۔ عجائبات کیمیا (دی ونڈرس آف کیمسٹری کا اردو ترجمہ) ص ۳۱' مطبوعہ لاہور۔ (۲۲)۔ دیکھئے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا' ۱۴ / ۱۶۵' مطبوعہ ۱۹۸۳ء۔
(۲۳)۔ دیکھئے لسان العرب: ۷ / ۴۱۶' مطبوعہ دار صادر بیروت اور تاج العروس ۱۰ / ۴۳۳' دار الفکر بیروت' ۱۴۱۴ھ۔
(۲۴)۔ عجائب المخلوقات' زکریا محمود قزوینی' ص ۱۳' مکتبہ اُمویہ۔ (۲۵)۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا: ۱۴ / ۱۶۴' مطبوعہ ۱۹۸۳ء۔
(۲۶)۔ دیکھئے الجامع لأحکام القرآن: ۸ / ۱۲۱ اور تفسیر ابن کثیر: ۲ / ۳۴۹' مطبوعہ قاہرہ۔

لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ محمد اعظم

نئے حکمرانوں سے عوامی توقعات اور مستقبل کالائحہ عمل

ع　مباش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن　(حافظ)

نواز شریف حکومت کی برطرفی کے اگلے دو تین روز تک اکثر کالم نویسوں نے دوسری جنگ عظیم میں برما کے محاذ پر ایک فوجی یونٹ کے مختلف عہدہ داروں کو لات مارنے کے بعد بم کو لات مارنے والے خچر کی قبر پر نصب اس کتبے کاذکر اس تواتر سے کیا کہ مجھے خود یقین ہونے لگا کہ وہ خچر ستاون برس بعد کہانی اور استعارے کی دنیا سے نکل کر انسانی روپ میں وہ کام کر گیا جو اس جانور نے اپنی حیوانی جبلت کے تحت کیا تھا۔ بعض کالم نویسوں نے حفظ مراتب کا خیال رکھتے ہوئے خچر کو گھوڑا لکھا۔ مگر وہ بھول گئے کہ گھوڑا بے حد ذہین اور وفادار جانور ہے۔ ایسے کام گھوڑے نہیں کرتے۔

12 اکتوبر 1999ء کو بھاری مینڈیٹ کی دعویدار جمہوری حکومت نے ایک ایسی حرکت کی جسکی مثال کسی جمہوری ملک کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ دھوکا، فریب، جھوٹ، اور مکر سے کام لے کر ملکی افواج کے سربراہ کو ناجائز اور غیر آئینی طریقے سے راستے سے ہٹانے کا جو کھیل کھیلا گیا اس کا منطقی انجام یہی ہونا تھا جو ہوا۔ پاک فوج ملک کا وہ واحد ادارہ ہے جو پاکستان کی یکجہتی، ملکی سالمیت اور بقاء کا ضامن سمجھا جاتا ہے۔ پچھلے باون برس میں پاکستان نے دنیا کی قوموں میں جو مقام حاصل کیا اس میں اس ملک کی مسلح افواج کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ایسے ادارے کو تباہ کرنا اس ملک سے محبت نہیں بلکہ اتنی بڑی دشمنی ہے کہ جسکا کوئی مماثل نہیں۔ پاکستان کی معصوم اکثریت اپنی مسلح افواج سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔ پاکستانی شہریوں نے بھی جب ملک کو مشکل حالات میں الجھا ہوا دیکھا تو ان کی نگاہیں ہمیشہ اپنی افواج کی طرف اٹھیں، وہ مشکل چاہے سیلابوں کی صورت حال تھی، زلزلوں کی تباہ کاریاں تھیں، سڑکوں کی تعمیر تھی، بوٹی مافیا کی بیخ کنی تھی، امتحانات کا انعقاد تھا ملک کے الیکشن تھے۔ دو عشروں کے بعد ملک کی مردم شماری تھی یا واپڈا کے بلوں کی ریکوری اور تنظیم نو، چونکہ اس ملک کی بد عنوان انتظامیہ ان خرابیوں کو درست سمت دینے کی اہل نہیں تھی اسلئے ایک عام پاکستانی کا تاثر ہمیشہ یہ رہا ہے کہ فوج کو لایا جائے تاکہ وہ حالات کی بہتری کا کوئی راستہ نکالے، پاکستانیوں کی محبت کے جو مناظر 65ء 71ء کی جنگ اور کارگل کی لڑائی میں دیکھنے میں آئے اسکا بیان

الفاظ میں ممکن نہیں۔پاکستانی فوج لسانی گروہی، علاقائی، سیاسی اور فرقہ پرستی کی آلائشوں سے پاک ایک ایسا ادارہ ہے جو اسلام کا سچا شیدائی اور پاکستان سے والہانہ محبت رکھتا ہے۔ اور یہی باتیں اسے اپنے ملک کے شہریوں کی نظر میں ممتاز مقام عطا کرتی ہیں۔ایسے میں اس ادارے میں تفرقہ پیدا کرنا۔ اس میں اختلاف کا بیج بونا اور اسکے ڈسپلن کو تباہ کرنا ملک دشمنی کا وہ ناقابل معافی جرم ہے جس کیلئے دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی سزا زیادہ نہیں۔

پچھلے چند سالوں سے ملک عادی لٹیروں کے ہتھے چڑھا ہوا تھا۔ جسمیں سیاست دان، کارخانہ دار، تاجر، جاگیردار، پیر، وڈیرے، اور بیوروکریسی کے اہلکار سب برابر کے شریک تھے۔ اور اسے بے دردی سے لوٹ رہے تھے۔ اور ملک کی بے زبان اکثریت لٹ رہی تھی۔ گھٹن کا وہ عالم تھا کہ لوگ سرعام خود سوزیوں پر اتر آئے تھے۔ ملک معاشی طور پر دیوالیہ ہو رہا تھا۔ ملکی قرضوں کے نادہندگان کی رقم 211 ارب روپے سے تجاوز کر چکی تھی۔ اندازاً 60ارب ڈالر کے مساوی ناجائز ذرائع سے کمایا ہوا پیسہ ملک سے باہر غیر ملکی بینکوں کو بھیجا جا چکا تھا۔ ایک محتاط اندازے کیمطابق تقریباً ایک ارب روپیہ سالانہ، سیاست دان اور بیوروکریسی کمیشن اور کرپشن کے ذریعے ڈکار جاتی تھی۔ مایوسی کے عالم میں عام شہری کو ملک کی مالی، سیاسی اور اقتصادی بدانتظامی کی تاریک سرنگ کے دوسرے سرے پر روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آرہی تھی۔ اور اپنی تمام تر جائیت کے باوجود باشعور شہری کو نظریوں آرہا تھا کہ ملک اقتصادی تباہی کے طفیل جلد یا بدیر آزادی کی اس نعمت سے محروم ہو جائے گا۔ جو رب جلیل نے اسے ایک تحفے کے طور پر عطا کی تھی۔ اور جسکی حفاظت کرنے میں اس ملک کی ہر لیول کی قیادت ناکام ہو گئی تھی۔ مگر قدرت قوموں کو سزا دینے سے پہلے ایک موقع اور دیتی ہے اور یہ آخری موقع ہمیں شاید عطا کر دیا گیا ہے۔ اگر ہم اس بار اس موقع کا فائدہ نہ اٹھا سکے اور سرخرو ہو کر اس سے نہ نکلے تو جان لیں کہ بحیثیت قوم ہم مٹا دئے جائیں گے۔ باری تعالیٰ نے اس کی تنبیہ کتاب مقدس میں متعدد مقامات پر کی ہے۔

یہ ملک قدرت کی نعمتوں سے مالا مال ہے۔ قادر مطلق نے ہمیں سارے موسموں اور ہر طرح کی زمینی کیفیتوں سے نواز رکھا ہے۔ ہماری افرادی قوت کا شمار دنیا کے ذہین ترین لوگوں میں ہوتا ہے۔ ہمارے سائنسدان، ڈاکٹرز، انجینیرز اور کمپیوٹر سائنسز کے ماہرین امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک میں ایک محترم مقام رکھتے ہیں۔ مگر بدعنوان حکومتوں کے ہاتھوں انکے اپنے ملک میں

انکے لئے کوئی جگہ نہ تھی، کیونکہ وہ کسی حاکم کے بھانجے، بھتیجے نہیں تھے۔ پاکستان بظاہر معاشی طور پر تباہ حال ملک ہونے کے باوجود دنیا کی ساتویں ایٹمی قوت ہے اور یہ بات دنیا کو حیرت زدہ کردیتی ہے۔ 12 اکتوبر کی شام کو ملک میں حکومت کی تبدیلی کی خبر سن کر پورے ملک میں جو خوشیاں منائی گئیں ان کا کوئی حد و حساب نہیں۔ سرحد میں لوگوں نے رات بھر خوشی میں فائرنگ کی۔ پنجاب میں مٹھائیاں بانٹی گئیں۔ اور سڑکوں پر بھنگڑے ڈالے گئے۔ کراچی شہر یا سندھ اور بلوچستان کے لوگوں نے نہ صرف خوشیاں منائیں بلکہ پورے ملک کیساتھ رات بھر جاگتے رہے۔ وکلاء اس ملک کا دانشور طبقہ ہیں جنہوں نے بحیثیت مجموعی اس تبدیلی کو خوش آئند قرار دیا۔ یہاں تک کہ سابقہ حکومت کے چہیتے اخبار نویس بھی اتنی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ نہ کر سکے کہ جانے والی حکومت کے حق میں دو لفظ ہی لکھ دیتے۔ نواز حکومت کی برطرفی کے اعلان کیساتھ خواتین خانہ کا شکرانے کے نوافل ادا کرنا ظاہر کرتا ہے کہ بیزاری کس انتہا تک پہنچ چکی تھی۔

تبدیلی کیساتھ اطمینان کا سانس لینے والا ہر پاکستانی اپنے دل میں توقعات کی ایک دنیا بسائے بیٹھا ہے۔ ایک عام شہری کو آئین کی شقوں اور ان کی تادیلوں میں کوئی دلچسپی نہیں۔ اسے کوئی غرض نہیں کہ حکومت یہاں برطانیہ کی طرح پارلیمانی ہو یا امریکہ کی طرز پر صدارتی۔ اسے سستا اور اس کی رسائی کی حدوں کے اندر انصاف چاہیے، اسے روزگار چاہیے، اسے تحفظ چاہیے، اسے برابر کی سطح پر صحت اور تعلیم کے مواقع چاہیں، اسے میرٹ کا احترام چاہیے۔ یہ ساری باتیں نئے حکمرانوں کیلئے بہت بڑا چیلنج ہیں۔ پاکستان شہری انتخابات کیلئے کسی جلدی میں نہیں۔ ان کی صرف ایک ہی ڈیمانڈ ہے کہ سب سے پہلے ملک کی لوٹی ہوئی دولت برآمد کی جائے۔ اور چوروں لٹیروں کو ایسی سزائیں دی جائیں کہ آنے والی نسلیں صدیوں تک یاد رکھیں لوگ انصاف کرنے کی صرف باتیں نہیں سننا چاہتے انصاف ہوتے ہوئے بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ بجا کہ حکمرانوں کے پاس الٰہ دین کا چراغ نہیں اور دہائیوں کی گندگی کے ڈھیر چٹکیوں میں صاف نہیں ہوسکتے۔ مگر زخم خوردہ پاکستانی کی سائیکی نے اسے بیتاب کر رکھا ہے۔ وہ ہر روز بے رحم احتساب کی جانب ایک قدم اٹھتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے۔ تاخیر اسکے اعصاب پر نفسیاتی دباؤ کی صورت اختیار کرتی جارہی ہے۔ وہ گوش بر آواز ہے وہ ہر روز کچھ نہ کچھ سننا چاہتا ہے۔ اسے کسی جمہوری حکومت کی بحالی کی کوئی جلدی

نہیں اسے ڈر ہے کہ کچھوے کی چال چلتے ہوئے حکومتی فیصلے اسکی بے تابی کو مایوسی کے اندھیروں کی طرف نہ دھکیل دیں کیونکہ ہر بار اسکے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے۔ اسلئے اشتباہ اسکا نفسیاتی مسئلہ بن چکا ہے۔ جسکو کوئی خود غرض طبقہ کسی وقت ایکسپلائٹ کر سکتا ہے۔ اور اگر ایسا ہوا تو یہ اس ملک کی بہت بڑی بد قسمتی ہوگی۔ اسوقت لوہا گرم ہے اسے کسی طرف بھی آسانی سے موڑا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ ٹھنڈا ہو گیا تو پھر یہ اپنے جلو میں کئی مسائل ساتھ لے آئیگا۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ آئین اور جمہوریت لوگوں کو عدل و انصاف مہیا کرنے کے ذرائع **(Means)** ہیں۔ مقصد **(End)** نہیں۔ یہ ذرائع کوئی آسمانی صحیفے نہیں کہ انکو تبدیل نہ کیا جا سکتا ہو۔ اس ضمن مین قرآن پاک نے شورائیت کا اشارہ دے کر فیصلہ متاثرین کی صوابدید پر چھوڑ رکھا ہے کہ وہ خود سوجھ بوجھ، احتیاط اور دور اندیشی سے کام لیکر اپنے لئے منصفانہ نظام حکومت مقرر کریں۔ مغربی جمہوریت ہماری روایات، ہماری معاشی مشکلات، ہمارے کلچر، ہماری تعلیم میں کمی کی وجہ سے ہمارے لئے وہ کشش اور لوگوں پر قابو پانے کی وہ اہلیت نہیں رکھتی جو مغربی اقوام کو اس نظام حکومت میں نظر آتی ہے۔

نئی حکومت احتساب اور معاشی خرابیوں کی بیخ کنی کے بعد جب چاہے انتخاب کروائے۔ جس قسم کا جمہوری نظام لانا چاہتی ہے۔ لوگوں کی رائے معلوم کر کے لائے۔ مگر اس سے پہلے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مبنی بر انصاف احتساب کرنے والے ایسے لازوال ادارے قائم کر کے جواب دہی **(accountability)** کا وہ کلچر رائج کر جائے جس نے مغربی ممالک کی اقدار کو بدل کے رکھ دیا ہے۔ بقول چوہدری سرور برطانوی ممبر پارلیمنٹ مغرب میں کوئی فرشتے نہیں بستے ان میں بھی ہماری طرح کمزوریاں ہیں۔ مگر انکی گردن کے گرد احتسابی قوانین کا ایک ایسا آہنی کالر فٹ کر دیا گیا ہے کہ وہ صرف گردن تو گھما سکتے ہیں لیکن اس کالر سے گردن چھڑا کر بھاگ نہیں سکتے۔ بس ہمیں صرف یہ کالر چاہیے۔ اس ملک کے چودہ کروڑ (سوائے چند ہزار کے) عوام کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اگر موجودہ حکومت یہ کام کر گئی تو نہ صرف تاریخ اسے یاد رکھے گی بلکہ یہ اس ملک اور ہماری آنے والی نسلوں پر ایک بہت بڑا احسان ہوگا۔ پاکستانی عوام آپ کی پشت پر ہیں۔ انکا مطالبہ اس وقت صرف بے رحم احتساب ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب راجہ ذاکر خان
نائب مدیر پندرہ روزہ بیت المقدس، اسلام آباد

القدس کی پکار ـــــ ہم واقعۂ معراج کیسے منائیں؟

پاک ہے (وہ اللہ) جو لے گیا اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ ''بیت المقدس'' اور اس کے ارد گرد کو بابرکت بنایا ''القرآن'' ۲۷ رجب کو اسلامی تاریخ کا وہ عظیم معجزہ رونما ہوا جسے ایمان وایقان کی آنکھ سے ہی مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

اس ماہ مبارک میں ہمارے آقا و مولانا نے زمین و آسمان کے فاصلوں کو چیرتے ہوئے عرش عظیم کی طرف پرواز کی تاکہ اپنے رب سے ملاقات کا شرف حاصل کریں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو معجزے دیکھائے اور حضرت محمد ﷺ کا معجزہ معراج ہے اور اس پورے واقعہ کو واقعہ معراج کہتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی رفعتوں وسعتوں اور عظمتوں کا نشان ہے یوم معراج ہمارے دلوں میں ایمان کو تازہ کرنے کا سبب بن رہا ہے مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس سرزمین سے ہمارے نبی محترم نے عرش معلیٰ کی طرف سفر کا آغاز کیا وہ جگہ آج قبضہ یہود میں ہے۔ یہودی اس سرزمین کو مسلمانوں سے چھین کر اپنے معبد کی تعمیر کے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے سرگرداں ہیں اور یہودیوں کی نبی ﷺ اور مسلمانوں سے نفرت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے جہاں نبی ﷺ نے انبیاء کرام کی جماعت کرائی اور اپنی مبارک جبیں کو جس جگہ رکھا وہ مقام آج صہیونیوں کے بچھائے گئے دام تزویر سے نکلنے کیلئے امت مسلمہ سے آس لگائے ہوئے ہے۔ القدس مسلمانوں سے سوال کرتا ہے کہ انہوں نے اسراء کی مقدس اور مبارک سرزمین جس کو اللہ نے بابرکت کہا اس کو کیوں فراموش کر دیا اور اس موقع پر کہ ناپاک یہودی اس کی بے حرمتی کر رہے ہیں خاموش کیوں کھڑی ہے؟ امت مسلمہ حضور ﷺ کے مقام معراج کی آزادی کے لیے حرکت میں کیوں نہیں آتی ہے۔

واقعہ معراج جس میں ہمارے نبی مکرم ﷺ نے اللہ کے تمام انبیاء اور رسولوں کو تمام میں امامت کی انسانی تاریخ میں بے نظیر واقعہ کی حیثیت رکھتا ہے اس رات آپ مکہ المکرمہ سے القدس تشریف لے گئے اور وہاں سے فضائی اور خلائی حدود سے ماوراء ہو کر سیدھے عرش عظیم پر

جلوہ افروز ہوئے جہاں اللہ تعالیٰ نے خود آپؐ کا استقبال کیا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات میں تمام مسلمانوں کو اللہ سے ملاقات کا ذریعہ پانچ وقت کی نمازیں بطور انعام عطا کیں آپؐ اسی رات واپس آئے اور جب بستر پر پہنچے تو ان کا بستر گرم تھا واقعہ معراج صرف معجزہ ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔ اسموقع پر ہمیں ذرا رک کو سوچنا ہو گا کہ جس مقام پر نبی ﷺ کی جبیں مبارک لگی جس سرزمین سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کو اپنی طرف بلایا وہ آج کس کے قبضے میں ہے کیا ہم واقع معراج مناتے وقت یہ بھول جاتے ہیں کہ مقام معراج صہیونیوں کے قبضے میں ہے القدس کو یہودی قبضے سے آزاد کرانے کیلئے امت مسلمہ کو بلا تاخیر ایک منصوبہ بند جدو جہد کا آغاز کرنا چاہیے۔ آج مسلمانوں کی ذلت اور رسوائی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ انہوں نے مسجد اقصیٰ کی آازدی کیلئے جدو جہد کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ ہم اسکی مقدس کی ہوئی جگہ کو اسکی لعنتی قوم کے حوالے کر دیں۔ اور پھر اس سے امید رکھیں کہ وہ ہمیں عزت دے گا۔ جبکہ نبی ﷺ اس وقت تک سوتے نہیں تھے جب تک کہ وہ آیات تلاوت نہ کر لیں جن میں مسجد اقصیٰ کا ذکر ہے۔ نبی ﷺ مسجد اقصیٰ کی آزادی کیلئے آخری دم تک فوج کو منظم کرنے میں مصروف رہے نبی ﷺ کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ وہ مسجد اقصیٰ کو یہودی قبضہ سے آزاد کرائیں۔

نبی ﷺ نے مسجد اقصیٰ کی زیارت کا حکم دیا ہے یہ مسلمانوں کا تیسرا بڑا مقدس مقام ہے۔ حضور ﷺ کی خواہش کی تکمیل حضرت عمر فاروقؓ نے کی۔ انہوں نے مسجد اقصیٰ کو آزاد کرایا اور یہ دور مسلمانوں کے عروج کا دور تھا جب مسجد اقصیٰ غیر مسلموں کے قبضے میں گئی تو مسلمانوں کی پستی کا دور شروع ہوا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی عظمت کا نشان ہے دوسری مرتبہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس مقدس مقام کو صلیبیوں کے قبضہ سے آزاد کر لیا صلاح الدین ایوبی کا دور مسلمانوں کے عروج کا دور تھا۔ مسلمانوں کی دنیا میں عزت کی جاتی تھی۔ مگر جب یہ مقدس مقام یہودیوں کے قبضے میں گیا تب سے مسلمانوں کی عزت دنیا سے ختم ہو گئی۔ اگر مسلمان اپنی عزت بحال کرنا چاہتے ہیں تو پھر ان کو مسجد اقصیٰ کی آزادی کیلیے جدو جہد کرنا ہو گی۔ کیونکہ یہودیوں نے مقام معراج اور قبلہ اول کے خلاف آج تک جو گھناؤنی کاروائیاں کیں ہیں اس سے

صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہودیوں نے مسلمانوں کی دینی غیرت کو للکارا ہے مگر مسلمان ہیں کہ خواب غفلت میں پڑے اونگ رہے ہیں۔ مسلمانوں کی کمزوری کو دیکھتے ہوئے یہودیوں نے ۱۹۶۷ء کی جنگ میں پورے یروشلم پر قبضہ کیا تب سے لے کر آج تک انہوں نے ان گنت بار مسجد اقصیٰ کو شہید کرنے کی کوشش کیں ہیں۔ ۷ جون ۱۹۶۷ء کو اسرائیلی آرمی نے مسجد اقصیٰ پر حملہ کیا اور باب المغاربہ کی چابیاں اپنے قبضے میں لے لیں۔ ۹ جون ۱۹۶۷ء کو قابض انتظامیہ کے احکامات کے باعث جمعہ کی نماز کا اجتماع نہ ہو سکا۔ ۱۹۶۷ء یعنی صلیبیوں سے یروشلم کی آزادی کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ یہاں نماز ادا نہ کی جا سکی۔ ۲۱ اگست ۱۹۶۹ء کو ایک آسٹریلین نژاد دہشت گرد یہودی ڈینس مائیکل روہان مسجد میں داخل ہوا اور نور الدین زنگی کا شاندار محراب نذر آتش کر دیا آگ سے محراب مکمل طور پر تباہ ہو گیا اس گھناؤنی کاروائی کی دنیا بھر میں مذمت ہوئی مگر یہودیوں اور عیسائیوں نے اس اقدام کی حمایت کی اور کہا کہ اس کو مکمل تباہ کرنا ہمارا ٹارگٹ ہے۔ ۱۶ نومبر ۱۹۶۹ء کو اسرائیلی آرمی نے حرم شریف کے جنوب مغربی سمیت پر واقع فخریہ کنارہ کا محاصرہ کر لیا۔ ۱۴ اگست ۱۹۷۰ء کو جنونی یہودیوں کا "جر شت سلیمان گروپ" حرم کے احاطے میں زبردستی داخل ہوا۔ یہ گروپ مسجد اقصیٰ کو گرا کر ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا چاہتا تھا مسلمانوں نے شدید مزاحمت کر کے اس گروپ کو مسجد سے باہر نکال دیا جس پر اسرائیلی آرمی نے فائرنگ کھول دی جس سے سینکڑوں مسلمان زخمی ہوئے۔ ۱۹ اپریل ۱۹۸۰ء کو یہودی ربیوں اور دانشوروں کے ایک گروہ نے نیم خفیہ کانفرنس کا انعقاد کیا جس کا مقصد وہ راستے اور طریقے تلاش کرنا تھا۔ جس کے ذریعہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے ٹمپل ماؤنٹ حاصل کرنا تھا (مسجد اقصیٰ) ۲۸ اگست ۱۹۸۰ء کو قابض اسرائیلیوں نے مسجد کے بالکل نیچے ایک سرنگ کھود دی تاکہ وہ اثار تلاش کیے جائیں کہ یہاں ٹمپل ماؤنٹ تھا مگر ان کو ناکامی ہوئی اس ناکامی کو انہوں نے دوسرے طریقے سے استعمال کرنا شروع کر دیا تاکہ ان سرنگوں میں طاقتور بم بلاسٹ کیے جائیں جو مسجد اقصیٰ کو گرا دیں گے۔ ۳۰ مارچ ۱۹۸۲ء کو یہودیوں نے مسلم وقف کی انتظامیہ کو بہت سے دھمکی آمیز خطوط بھیجے جنمیں ٹمپل ماؤنٹ کو خالی کرنے کے لے گیا اور دوسری صورت میں انکو خطرناک نتائج کی دھمکیاں دی گئیں۔ یہ خطوط

عبرانی، انگریزی، فرانسیسی اور چینی زبانوں میں تھے۔ ۲۰ مئی ۱۹۸۲ء کو کئی صہیونی تنظیموں نے مسلم وقف کی انتظامیہ کو قتل کی دھمکیاں دیں۔ ۱۱ اپریل ۱۹۸۲ء کو ایک جنونی اسرائیلی آرمی کا کمانڈو جس کا نام ایلین گڈمین تھا مسجد میں گھس آیا اس نے اپنی ایم ۱۶ رائفل سے مسجد کے اندر تمام نمازیوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کردی جس کے نتیجے میں ۵۰ نمازی شہید اور سینکڑوں زخمی ہوئے پوری مسجد خون سے بھر گئی۔ ۲۵ مارچ ۱۹۸۳ء کو یروشلم کے وقف کے شعبہ کے مین دروازے کے نیچے سرنگ کھود کر اسے گرادیا گیا۔ ۲۱ اگست ۱۹۸۵ء کو اسرائیلی پولیس نے یہودیوں کو حرم کے اندر اپنی عبادت کی اجازت دے دی۔ انہوں نے مسجد کے اندر شرک و کفر کا آغاز شروع کردیا جو مسلمانوں کے ایمان کو للکارنے کے مترادف تھا۔ ۱۲ مئی ۱۹۸۸ء کو اسرائیلی فوجیوں نے حرم کے سامنے مسلمانوں پر اندھا دھند فائرنگ شروع کردی جس سے کئی فلسطینی شہید اور زخمی ہوئے۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو جمعہ کی نماز میں دو گھنٹے کی تاخیر ہوئی کیونکہ قابض انتظامیہ نے مسلمانوں کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ ۲۵ جولائی ۱۹۹۵ء کو اسرائیلی ہائی کورٹ نے یہودیوں کو ٹمپل ماؤنٹ پر عبادت کی اجازت دے دی۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۶ء کو اسرائیلی حکومت نے فیصلہ کرلیا کہ مسجد کے نیچے سرنگ کھودی جائے گی جس کا مقصد مسجد کو گرانا ہے۔ ۱۴ مئی ۱۹۹۸ء کو ایک بار پھر مسجد اقصیٰ کے اندرونی دروازے کو دھماکے سے آگ لگانے کی مذموم کوشش کی گئی۔ یہ وہ کاروائیاں ہیں جو براہ راست مسجد پر حملے کی صورت میں کیں گئیں۔ اس شہر کو یہودی شہر بنانے کے لئے دیگر ہتھکنڈے جو صہیونی استعمال کررہے ہیں اس کی تفصیل سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا ان کے عزائم کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

۱۔ آباد کاریاں اور زمینی قبضہ : القدس کے تقریباً نوے فیصد رقبے پر یہودی قابض ہو چکے ہیں۔ مسلمانوں کے پاس صرف چار فیصد علاقہ ہے باقی ماندہ رقبہ یہودی منصوبوں کے لئے مختص ہے اور اس چار فیصد علاقے سے بھی مسلمانوں کو نکالا جارہا ہے اسرائیلی وزیر اعظم یہود باراک نے حال ہی میں ایک منصوبے کی منظوری دی ہے جس کا مقصد القدس شہر کو دیگر شہروں سے ملانا ہے اور اس کو ایک شہر بنا کر وہاں ریفرنڈم کرایا جائے گا تاکہ اسکے مستقبل کا فیصلہ کیا جائے۔ آج کل

اسرائیلی اسی بنا پر ریفرنڈم پر زور دے رہے ہیں تاکہ دنیا کو دکھایا جائے کہ یہاں ہماری آبادی زیادہ ہے اس لئے یہ شہر بھی ہمارا ہونا چاہیے۔ اس خطرناک پالیسی کو اسرائیلی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

صیہونی قابض افواج اسوقت القدس میں بیت اللحم روڈ پر لگائی گئی رکاوٹوں کو سرکاری سرحدوں میں بدل رہے ہیں۔ جسکا مقصد القدس شریف پر گرفت مضبوط کرنا اور اسے فلسطینی جنوبی علاقے سے علیحدہ کرنا ہے۔ یہودی انتظامیہ مشرق میں ابو غنیم کو بیت جالا گاؤں میں واقع مغربی سرنگ کے کنارے سے ملانے کیلئے دس کلو میٹر کی پختہ دیوار کھڑی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یہودی آبادکاری کے درجنوں منصوبے زیر غور ہیں جنہوں نے القدس کو خطرات سے دوچار کررکھا ہے۔

القدس شریف سے عرب مسلم باشندوں کا انخلا : یہودیوں نے القدس میں مسلمانوں کیخلاف متعدد قتل عام کئے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور اکتوبر ۱۹۹۰ء کو الاقصیٰ مسجد میں کیا گیا یہ قتل عام یہودی افواج اور محافظ دستوں کے ذریعہ ہوا۔ جس میں بے گناہ نمازیوں کو بے دردی کے ساتھ قتل کردیا گیا۔ قابض انتظامیہ نے اس کے بعد القدس کے مسلم باشندوں کو مزید رہائشی اجازت نامے اور شناختی کارڈ کا اجراء روک دیا۔ اسکے علاوہ مسلم آبادی کو نقل مکانی اور ان کی جگہ یہودیوں کو بسانے کے لئے کئی دیگر ہتھکنڈے بھی استعمال کرتی ہے۔

تاریخ بگاڑنے اور بین الاقوامی رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی پالیسی : تاریخی اعتبار سے یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ فلسطینی عوام نے حضرت ابراہیمؑ اور انکے پیروکاروں کی ہجرت سے اسلامی شناخت حاصل کی سرزمین فلسطین کی اسلامی شناخت آج سے چار ہزار سال پرانی ہے۔ جب اس سرزمین پر مسجد اقصیٰ تعمیر کی گئی۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی وہ مسلم تھے۔ ماكان ابراہيم يہوديًا ولا نصرانياً ولكن كان حنيفاً مسلما وما كان من المشركين (آل عمران :) ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ ہی عیسائی اور نہ مشرک۔ بلکہ وہ مسلم تھے۔ ام كنتم شهدا اذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبنيه ماتعبدون من بعدى ، قالو انعبد الهك واله آبائك ابراهيم و اسماعيل واسحق الها واحدا او نحن له مسلمون (البقرۃ : ۱۳۳) کیا تمہیں معلوم ہے جب حضرت یعقوب کو موت آنے لگی تو

انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ آپ میرے بعد کس کی عبادت کرینگے تو انہوں نے کہا ہم آپ کے اور آپ کے والد ابراہیم اسماعیل اور اسحٰق کے رب کی عبادت کرینگے۔ اور وہی تو ہے جس کے ہم اطاعت گزار ہیں۔ یا اہل الکتاب لم تحاجون فی ابراہیم وما انزلت التوراۃ والا نجیل الامن بعدہ، افلا تعقلون (ال عمران : ۶۵) اے اہل کتاب تم ابراہیم کے بارے میں کیوں آپس میں لڑتے ہو۔ حالانکہ ان کے بعد بھی تورات اور انجیل اتاری گئیں۔ مسجد اقصیٰ حضرت موسیٰؑ ، حضرت ہارونؑ، داوٗدؑ، سلیمانؑ زکریاؑ، یحییٰؑ اور عیسیٰؑ کے زمانے سے اسلامی شناخت بر قرار رکھے ہوئے ہیں۔ یہودی ان تمام انبیاء کے دشمن تھے انہوں نے ان انبیاء سے جنگ کی ان میں سے بعض کو قتل کیا۔ اور تاریخ اور مذہب کو تبدیل کرڈالا۔ اس کے بعد معراج کی رات کا واقعہ آیا ہے۔ جس میں نبی کریم ﷺ نے معراج اور اسراء کے دوران نماز میں خدا کے تمام برگزیدہ پیغمبروں کی جماعت میں امامت کرائی۔ یہ اس بات کا اظہار تھا کہ القدس جو خدا کے تمام پیغمبروں کی سرزمین ہے قیامت تک امام الانبیاء اور انکے پیروکاروں کی سرزمین بن چکی ہے۔

ان حقائق اور دیگر تاریخی حقائق کے باوجود یہودی ان دنوں تاریخ کا چہرہ مسخ کرتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ مقدس سرزمین اپنی تمام تر مقدس مقامات سمیت ان کی ہے وہ القدس کو یہودی شہر کے طور پر تیس ہزارویں سالگرہ منارہے ہیں۔ جو انکی عادت ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کے بارے میں کہا۔ اس معاملے میں خطرناک بات یہ ہے کہ وہ بین الاقوامی رائے عامہ اور کئی ممالک کو گمراہ کررہے ہیں اس طرح کی تازہ ترین ثبوت عالمی طاقت امریکہ کی یہ منظوری ہے کہ یہودیوں کا یہ دعویٰ القدس انکا ہمیشہ سے دارالحکومت ہے اور رہے گا درست ہے۔

عرفات کی خود مختار اتھارٹی القدس میں مسلمانوں کے حقوق سے دستبردار ہو گئی ہے۔

اوسلو معاہدہ اور اسکے بعد یہودیوں اور عرفات اتھارٹی کے درمیان ہونے والے معاہدے کی وجہ سے القدس سے یہودی قبضے کی توثیق کردی گئی ہے۔ اور اس کی وجہ سے سنگین خطرات پیدا ہو گئے ہیں مثلاً۔ (۱) القدس فائل کو مذاکرات کے آخری مرحلے میں زیر التوار کھا گیا جو سیاسی طور پر غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو گئی۔

(۲) القدس کو دونوں ممالک کا دارالحکومت قرار دینے کا خیال پیش کرنا اٹلی اور ویٹیکن کے لئے روم کی صورت حال سے ملتا جلتا ہے۔

ایک بیان میں عرفات نے کہا کہ ابو ڈیس کا گاؤں فلسطینی ریاست کے لئے متبادل دارالحکومت بن سکتا ہے۔(ایک چھوٹا سا گاؤں القدس کی حدود سے باہر)

(۳) انتظامیہ کا (Yusi Pelen - Abu Mazene) کا نظریہ اختیار کرنا جو ابو ڈیس کے متعلق تازہ ترین سامنے آنے والے نکتہ کی توثیق کرتا ہے۔

(۴) القدس کے ذکر کیے بغیر اور فلسطینیوں کے اس مطالبے کو چھوڑتے ہوئے سلامتی کے امور پر وائی پلانٹیشن میں بات چیت کو محدود کرنا۔

۲۰۰۰ ر تک مزید یہودیوں کو باہر سے لا کر بسایا جائے گا۔ اسوقت القدس کی مجموعی آبادی چھ لاکھ ہے۔ جس میں یہودی 74 فیصد ہے انکی کوشش ہے کہ ۲۰۰۰ تک اس علاقے میں یہودیوں کی تعداد دس لاکھ ہو جائیگی۔ اس ساری صورتحال کو دیکھتے ہوئے فلسطین میں اسلامی مزاحمتی "تحریک "حماس" نے مکمل فلسطین کی آزادی تک جدو جہد شروع کر رکھی ہے۔ اس تحریک کو ختم کرنے کے لئے یہودیوں نے جال بچھائے ہوئے ہیں۔ کچھ اسلامی ممالک کو بھی اپنے ساتھ شامل کیا ہوا ہے۔ تاکہاس تحریک کو ختم کرنے کیلئے ان کی مدد کریں۔ اس موقع پر تمام امت مسلمہ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ مقام معراج کی آزادی کیلئے جدو جہد کرنے والی تحریک کا بھرپور انداز سے ساتھ دیں تاکہ مقام معراج سمیت فلسطین کو آزاد کرلیا جاسکے۔ اور فلسطینیوں کو انکے حقوق واپس دلائے جائیں۔ اسرائیل کو امریکہ اور اسکے حواریوں کی مکمل پشت پناہی حاصل ہے۔ اگر ہم نے فلسطین میں چلنے والی اسلامی مزاحمت تحریک کا ساتھ نہ دیا تو پھر ہم دنیا میں بھی ناکام ہونگے اور آخرت میں بھی ناکام ہونگے۔ دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ مسجد اقصیٰ کو یہودی قبضہ سے آزاد کرائیں جو جس مقام پر ہے اس کو آج یہ عہد کرنا ہوگا کہ اس نے مقام معراج کی آزادی کے لئے کام کرنا ہے۔ جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کی مدد کرنی ہے تو انشاء اللہ وقت قریب ہے کہ یہودی انجام کو پہنچ جائینگے۔ اور امت مسلمہ اور اللہ کا دین غالب ہوگا۔

۱۱۴

عالم اسلام　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　جناب ابراہیم خان

انڈونیشیا کے صدارتی انتخابات میں اسلام پسندوں کی فتح

انڈونیشیا میں حالیہ صدارتی انتخابات میں غیر متوقع طور پر اسلامی جماعت" نہضۃ العلماء" سے تعلق رکھنے والے امیدوار نے ملک کے چوتھے صدر کی حیثیت سے حلف اٹھالیا ہے۔ اس سے قبل انڈونیشیا کے بانی سوئیکارنو ملک کے پہلے صدر منتخب ہوئے تھے۔ بعد ازاں صدارت کا قلمدان سہارتو کو سونپ دیا گیا تین عشروں سے زائد عرصے تک وہ صدارت پر فائز رہے۔ بعد ازاں ملک کی معاشی صورتحال دگرگوں ہونے کے باعث ہنگامی حالات میں صدر بی جے حبیبی کو اقتدار سنبھالنا پڑا۔ بی جے حبیبی کے بعد اب عبدالرحمان واحد تاج سلطانی سے سرفراز کردیئے گئے ہیں تاہم ان کی صحت قابل رشک نہیں ان کی ایک آنکھ کی بینائی ختم ہو چکی ہے جبکہ دوسری آنکھ سے بھی وہ بہت کم دیکھ سکتے ہیں۔ ان کی مخدوش صحت کا عالم یہ ہے کہ انہیں چلنے پھرنے، لکھنے اور یہاں تک کہ پڑھنے کیلئے بھی مددگار کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان کی یہ کمزوری ووٹ ڈالنے اور حلف اٹھانے کے دوران الیکٹرانک میڈیا نشر کر چکا ہے۔ جب ان کی صاحبزادی اور ملٹری سیکرٹری نے انکی معاونت کی لیکن جسمانی کمزوری کے باوجود وہ ذہنی طور پر بہت مضبوط ہیں وہ ایک جہاندیدہ اور زیرک شخصیت، تصور کئے جاتے ہیں اور عوام کو خصوصاً اسلام دوست حلقوں کو ان سے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔ انڈونیشیا میں صدارتی انتخابات کا مرحلہ حیرت انگیز نتائج کیساتھ اختتام پذیر ہو چکا ہے جسکے نتیجے میں عبدالرحمان واحد نے عنان اقتدار سنبھال لیا ہے۔ صدارتی انتخابات کے نتائج اس قدر حیران کن اور خلاف توقع ہیں کہ خود نو منتخب صدر اور انکے حامیوں کو بمشکل اپنی کامیابی پر یقین آیا۔ بینائی سے تقریباً محروم عبدالرحمان واحد مشرقی جاوا میں 1940ء میں پیدا ہوئے۔ انکا تعلق انڈونیشیا کے علمی اور سیاسی گھرانے سے ہے۔ انکا تعلق اسلامی جماعت "نہضۃ العلماء" اور قومی بیداری پارٹی سے ہے۔ اس پارٹی کو ملک کی سب سے بڑی پارٹی تصور کیا جاتا ہے جسکے حامیوں کی تعداد تین کروڑ بتائی جاتی ہے۔ بہر حال انکی اسقدر حمایت کے باوجود جب انتخابی عمل شروع ہوا تو عام خیال یہ کیا جاتا تھا۔ کہ انڈونیشیا کے بانی اور سابق صدر کی صاحبزادی میگاوتی سوئیکانو پتری قصر صدارت تک باآسانی رسائی حاصل کرلیں گی، یہ محض خیال ہی نہیں تھا بلکہ جوں جوں انتخابی عمل آگے بڑھتا گیا

توں توں یہ احساس مزید قوی ہوتا گیا کہ میگاوتی ہی مستقبل میں صدر کا منصب سنبھالیں گی۔ لیکن جب نتائج سامنے آئے تو یہ ایک دھماکے سے کم نہ تھے پورے ملک میں فسادات پھوٹ پڑے عوام صدارتی نتائج پر اس قدر برانگیختہ ہوئے کہ انھوں نے پولیس پر اسلحہ تان لیا۔ الیکٹرانک میڈیا نے فلم نشر کی جسمیں مشتعل نوجوانوں نے پولیس کی بھاری نفری پر پستول تان رکھا تھا اور انہیں پسپائی اختیار کرنی پڑ رہی تھی۔ دیکھنے میں تو یہ بڑا عجیب منظر تھا لیکن غالباً پولیس کو حکام کی جانب سے اجازت نہ تھی کہ جوابی فائرنگ کرے جسکی وجہ سے یہ پسپائی کا منظر ناظرین کو دیکھنا پڑا۔ بہر حال یہ سب وہ بے چینی تھی جو صدارتی انتخابات کی وجہ سے عوام میں پیدا ہوئی۔ اس بے چینی کو دور کرنے کیلئے نو منتخب صدر عبدالرحمان واحد اور انکے حواریوں نے فوراً پینترا بدلا اور اگلے روز ہونیوالے نائب صدر کے انتخاب کیلئے میگاوتی کو چن لیا گیا۔ بقول شخصے یہ اقدام مشتعل جذبات کو سرد کرنے کیلئے ناگزیر تھا بصورت دیگر انڈونیشیا میں خانہ جنگی برپا ہو جاتی۔ انڈونیشیا میں کرسی صدارت کے تین امیدوار تھے جن میں نو منتخب صدر عبدالرحمان واحد کے علاوہ حزب اختلاف کی قائد ڈیموکریٹک پارٹی کی سربراہ میگاوتی سوئیکانو پتری اور سبکدوش ہونیوالے صدر بی جے حبیبی شامل تھے۔ اس صدارتی دوڑ میں میگاوتی کو ہارٹ فیورٹ قرار دیا جارہا تھا۔ میگاوتی انڈونیشیا کے بانی سوئیکارنو کی صاحبزادی ہیں۔ انکے مقابلے میں اسلامی جماعت کے عبدالرحمان واحد تھے جبکہ بی جے حبیبی کو اپنی کمزور انتخابی حیثیت کا ادارک پہلے ہو چکا تھا اس سے قبل کہ ہم انڈونیشیا کے صدارتی عمل کا جائزہ لیں اس دلچسپ حقیقت کا پہلے تذکرہ ضروری ہے انڈونیشیا میں جب صدر سوئیکارنو کا اقتدار تھا تو اسوقت بھی عبدالرحمان واحد ان کے بدترین مخالفوں میں گردانے جاتے تھے انہیں یہ مخالفت بہت مہنگی پڑی۔ انہیں قید وبند کی صعوبتوں سے بھی گزرنا پڑا جسکے دوران ان کیساتھ برا سلوک کیا گیا اور نتیجتاً ان کی صحت بھی بگڑ گئی لیکن اہلیان انڈونیشیا نے وہ وقت بھی دیکھا کہ جب عبدالرحمان واحد سابق صدر سوئیکارنو کی بیٹیوں ٹوٹو اور میگاوتی کے زبردست حمایتی تھے۔ بہر حال سیاست کا سب سے بڑا وطیرہ یہی گردانا جاتا ہے کہ اسمیں کوئی بات حرف آخر نہیں ہوتی۔ اسی بناء پر میگاوتی کے ماضی کے حمایتی حالیہ انتخابات میں انکے مدمقابل آگئے۔ انتخابی عمل کے دوران بی جے حبیبی نے اپنی کمزور پوزیشن کو دیکھ کر رائے شماری سے محض ایک روز قبل صدارتی انتخابات میں حصہ لینے سے انکار کر دیا یہ رائے شماری سے قبل یہ ایک غیر معمولی اقدام تھا جس نے میگاوتی کو عبدالرحمان کے

دوبدولا کھڑا کیا۔ اس اقدام کے پیچھے انڈونیشیا کی اسلام پسند قوتوں کا ہاتھ تھا جو دیگر عوامل کیساتھ ساتھ اس بات کو قبول کرنے کیلئے ہرگز تیار نہ تھیں کہ ان کی لیڈر ایک خاتون منتخب ہو۔ چنانچہ انتخابی نتیجے کو تبدیل کرنے کیلئے روایتی طور پر محلاتی سازش کا تانابانا بنا گیا۔ عبدالرحمان کی کامیابی کی راہ اسوقت ہموار ہوئی جب بی جے حبیبی صدارتی انتخاب سے دستبردار ہوگئے لیکن اس ضمن میں اہم بات یہ ہے کہ عبدالرحمان واحد کے مشیروں نے اس دستبرداری کو صیغہ راز میں رکھا اور عین رائے شماری سے قبل اس امر کا اعلان کر دیا گیا۔ مبصرین کےمطابق اگر کچھ وقت پہلے یہ راز افشا ہو جاتا تو بھی میگاوتی کی جیت کیلئے راہ ہموار ہو سکتی تھی۔ کیونکہ انہیں انڈونیشیا کے غالب ترقی پسند حلقوں کی بھرپور حمایت حاصل تھی یہ طبقہ میگاوتی کی صورت میں اپنے ارادوں کی تکمیل کا متمنی تھا واضح رہے کہ ترقی پسندوں کے بہت سے پروگرام ایسے ہیں جن کی راہ میں محض اسلامی قوتیں حائل ہیں لہذا جب عبدالرحمان واحد صدر منتخب ہوئے تو یہ ایک طرف تو اسلامی قوتوں کی بہت بڑی حمایت تھی تو دوسری جانب ان انتخابات سے ترقی پسندوں کو سخت دھچکا لگا بہر حال میگاوتی سوئیکارنو پتری کی کامیابی اس حد تک غیر یقینی تھی کہ اگلے ہی روز انڈونیشیا سٹاک ایکسچینج میں ریکارڈ مندے کا رجحان رہا ملکی کرنسی کی قیمت ایک دم گر گئی۔ میگاوتی کو عبدالرحمان واحد کے مقابلے میں 60 ووٹوں کے فرق سے شکست ہوئی اس رائے شماری میں پارلیمنٹ کے کل 700 اراکین نے حصہ لیا اور رائے شماری میں 373 ووٹ عبدالرحمان واحد کو ملے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں میگاوتی سوئیکارنو پتری نے 313 ووٹ حاصل کئے غیر متوقع نتیجہ سنتے ہی غصے میں بپھرے جکارتہ کے عوام نے پارلیمنٹ ہاؤس کا گھیراؤ کرنا چاہا لیکن اس وقت انتظامیہ نے حالات سنبھال لئے لیکن عوام کا غیظ وغضب بڑھتا گیا جبکہ اس کے برعکس میگاوتی سوئیکارنو پتری نے اپنی سیاسی مات کو قبول کر لیا اور نو منتخب صدر کو مبارکباد دی وہ اعلان کے فوراً بعد عبدالرحمان واحد کی نشست پر گئیں اور ان سے ہاتھ ملاتے ہوئے نیک خواہشات کا اظہار کیا' میگاوتی نے پارلیمنٹ سے باہر نکل کر اپنے جذباتی حامیوں کو پرسکون رہنے کی تلقین کی اگرچہ انہوں نے اپنے حامیوں کو ہنگاموں سے باز رہنے کی اپیل کی لیکن میگاوتی کی اندرونی حالت اس زخمی شیرنی کی سی تھی جو جیتی بازی ہار کر میدان سے واپس لوٹی ہو --- انڈونیشیا کے صدارتی انتخابات کا ایک توجہ طلب پہلو یہ بھی ہے کہ بی جے حبیبی کا تعلق گولکر پارٹی سے ہے جس نے حبیبی کی دستبرداری کے بعد اپنی وفاداریاں عبدالرحمان واحد کے

باقی

پلڑے میں ڈال دیں تاہم جونہی صدارتی انتخاب کے نتائج سے ملک گیر احتجاجی لہر اٹھی تو نو منتخب صدر عبدالرحمان واحد اور انکے حواریوں نے خطرات کو بھانپتے ہوئے نئی ہوشمندانہ حکمت عملی مرتب کی ہوا یہ کہ صدارتی انتخابات کیلیے گولکر پارٹی کے امیدوار سبکدوش ہونیوالے صدر بی جے حبیبی کو عبدالرحمان واحد نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ بلکہ اس شرط پر حبیبی صدارتی دوڑ سے دستبردار ہوئے تھے کہ اسکے بدلے میں عبدالرحمان واحد نائب صدر کے انتخابات میں گولکر پارٹی کے رہنما اکبر تان جنگ کی حمایت کریں گے واضح رہے کہ اکبر خان تان جنگ انڈونیشیا کی پارلیمنٹ کے سپیکر بھی ہیں نائب صدارت کے دوسرے امیدوار انڈونیشیا کی فوج کے سربراہ جنرل درانتو بھی تھے۔ مظاہرین کے بے پناہ اشتعال کو مدنظر رکھتے ہوئے نو منتخب صدر عبدالرحمان واحد نے حکمت عملی تبدیل کی نائب صدارت کیلیئے گولکر پارٹی کے رہنما اور سپیکر پارلیمنٹ اکبر تان جنگ اور فوج نے سربراہ جنرل درانتو کو انتخابات سے دستبردار کر دیا گیا یوں میگاوتی سوئیکارنو پتری کے مدمقابل حمزہ ماز آگئے۔ یہ مقابلہ بھی ون ٹو ون کی صورت اختیار کر لیا گیا اور نتیجتاً میگاوتی نائب صدرات کی سزاوار قرار پائیں مبصرین کے مطابق صدر کے انتخاب کی طرح نائب صدر کے انتخاب کا نتیجہ بھی توقعات کے بالکل برعکس تھا۔ تاہم ملک میں امن و امان کے قیام کیلیئے یہ اقدام ناگزیر تھا عبدالرحمان واحد اینڈ کمپنی کی یہ حکمت عملی کامیاب قرار پائی اور عوام کا احتجاج میگاوتی کے نائب صدر کے بننے سے بتدریج کم ہونا شروع ہو گیا نائب صدر کے انتخاب کیلیئے ہونے والی رائے شماری کا ایک اور دلچسپ اور توجہ طلب پہلو یہ بھی ہے کہ انڈونیشیاء کے تمام کے تمام یعنی **700** اراکین نے صدراتی انتخابات کی رائے شماری میں حصہ لیا۔ اور اس میں میگاوتی کو **313** ووٹ ملے لیکن نائب سدر کے انتخاب کی رائے شماری میں **625** ارکان نے حصہ لیا۔ تاہم ووٹ ڈالنے کی شرح میں کمی کے باوجود میگاوتی کو مجموعی طور پر **396** ووٹ ملے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ میگاوتی کو ایوان کی اکثریت حاصل ہے جسے اس نے ایک آدھ روز میں اسطرح ثابت کر دکھایا کہ اسی ایوان سے انہوں نے **83** ووٹ زیادہ حاصل کر لئے۔ نائب صدر کے انتخاب کیلیئے میگاوتی کے مخالف امیدوار حمزہ ماز کو **284** ووٹ ملے۔ میگاوتی نے بادل ناخواستہ نائب صدارت کا عہدہ قبول کر لیا ہے جبکہ صدر عبدالرحمان واحد گولکر پارٹی کے اکبر تان جنگ کو ان کی ''قربانی'' کا بھی جلد ہی صلہ دیں گے اسی طرح فوج کے سربراہ جنرل درانتو کو بھی پسپائی اختیار کرنے پر نوازا جائے گا۔ مبصرین کے مطابق نو منتخب صدر

عبدالرحمان واحد کو ملک کا صدر منتخب ہوتے ہی غیر معمولی حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی وجہ سے انہیں حبیبی سے کیا ہوا وعدہ بھی توڑنا پڑا۔ انڈونیشیاء سے آمدہ خبروں میں یہ بات بھی کہی جا رہی ہے کہ سبکدوش ہونے والے صدر بی جے حبیبی، اکبر تان جنگ کو نائب صدارت کے انتخاب سے دستبردار کرانے پر خاصے جزبز بھی ہوئے لیکن پاکستان کی طرح وہاں بھی مقتدر حلقوں نے انہیں خاموش کرادیا انڈونیشیاء میں صدارتی انتخابات کے بعد پھوٹنے والے فسادات کا ذکر بھی یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا کہ میگاوتی سوئیکارنو پتری کو ترقی پسندوں کی بھرپور حمایت حاصل تھی جبکہ عبدالرحمان واحد کو مسند اقتدار پر بٹھانے میں اسلامی قوتوں کا ہاتھ تھا میگاوتی کی صدارتی شکست سے جہاں خود میگاوتی کی ہار کو اپنی ناکامی پر محمول کیا یہی وجہ ہے کہ وہ اس احتجاج میں میگاوتی کے حامیوں سے بھی آگے بڑھ گئے تھے ترقی پسندوں کو عبدالرحمان واحد کے صدر منتخب ہونے پر اپنی سیاسی موت سامنے دکھائی دے رہی تھی انہیں اس بات کا بھی ادراک تھا کہ عبدالرحمان ان کیلئے کیا مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ انڈونیشیاء میں بنیادی تبدیلیاں ظہور پذیر ہونگی۔ جو ترقی پسندوں کی طبعیت پر گراں گزریں گی اسلیئے میگاوتی کی اپیل پر انکے اپنے حامیوں کے جذبات تو سرد ہوگئے لیکن ترقی پسند اب بھی غصے کی آگ میں جل رہے ہیں۔ ان مظاہرین نے پارلیمنٹ کے پانچ اراکین کے گھروں پر بم بھی پھینکے جو عبدالرحمان واحد کے حامی تھے۔ جبکہ جاوا میں عبدالرحمان واحد کے ایک قریبی دوست کی بہن کے گھر کو نذر آتش کر دیا گیا ہنگاموں کے دوران زبردست لوٹ مار بھی ہوئی اور ایک بینک بھی جلادیا گیا ان ہنگاموں مین متعدد افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ جبکہ مالی نقصان کا اندازہ ابھی نہیں لگایا جاسکتا بہر حال حالات پر اب انتظامیہ کی گرفت مضبوط ہوتی جارہی ہے۔ اور ہنگامے کسی حد تک کم ہو چکے ہیں -- انڈونیشیاء کے اس انتخابی عمل کے بعد کل کی ہارٹ فیورٹ میگاوتی کو اب بھی ایک فائدہ ضرور ہوا ہے۔ وہ اب بھی اقتدار سے کلیتا باہر نہیں ہیں اور صدارتی انتخاب میں شکست کے باعث لگے ہوئے زخم کی وجہ سے مستقبل میں عبدالرحمان واحد کیلیئے سخت مشکلات کا باعث بن سکتی ہیں۔ ایک گروپ کا یہ بھی خیال ہے کہ میگاوتی نے نائب صدر کا عہدہ اسلیئے چنا کہ عبدالرحمٰن واحد کی مخدوش صحت کی بناء پر بظاہر یہ ممکن نہیں دکھائی دیتا کہ وہ اپنا دورانیہ پورا کر سکیں گے اسلیئے صدر کو کسی بھی اتفاقی صورتحال در پیش ہونے کی وجہ سے میگاوتی کیلیئے میدان صاف ہوگا۔ -------- (بشکریہ مشرق) ☆☆☆

جناب محمد نقی رفیع
اسلامک انسٹیٹیوٹ آف میڈیا ریسرچ کراچی

دینی مدارس اور فوج کے تعلقات مغربی میڈیا اور انگریزی اخبارات کی شر انگیزیاں

سال ڈیڑھ سال کی خاموشی کے بعد انگریزی اخبارات کے ذریعے جن کو مراعات یافتہ مقتدر طبقہ خصوصی توجہ سے پڑھتا ہے دوبارہ دینی مدارس کے خلاف بھرپور مہم شروع ہوگئی ہے غالباً مخالفین دینی مدارس کو توقع ہے کہ جو کام غیر فوجی حکومتیں کرنے سے خائف تھیں وہ کام فوجی حکومت کر سکتی ہے۔ ترکی، مصر اور الجزائر میں دینی اداروں کیساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ پاکستان میں اسے دہرانا چاہتے ہیں۔ دشمنانِ اسلام کی مہم سے متاثر ہو کر نواز شریف نے بھی دہشت گردی کا الزام طالبان پر عائد کر دیا تھا سب جانتے ہیں کہ طالبان دینی مدارس ہی کے فارغ التحصیل ہیں۔ دشمنانِ اسلام کی سوچ ہے کہ وہ اپنی شر انگیز مہم سے موجودہ فوجی حکومت کو بھی ورغلا سکیں گے۔ انکی شر انگیزی کا نمونہ روزنامہ ڈان 17 اکتوبر 99 میں معروف کالم نویس امینہ جیلانی کی تحریر سے ہو سکتا ہے جس کی تلخیص درج ذیل ہے۔

''دہشت گردی، فرقہ وارانہ قتلِ عام اور مدارس ان سب کا تعلق طالبان سے ہے۔ ان سے بھی کسی کو نمٹنا ہے۔ اخبار ڈان نے گزشتہ اتوار کو اپنے آڈیٹوریل میں باور کرایا تھا کہ نواز شریف کو اتنی دیر سے اس مسئلہ کا کیوں احساس ہوا اگر عرصہ دراز تک اس مسئلہ سے چشم پوشی کی گئی تو اس کا مقصد یہ نہیں کہ اسے مزید نظر انداز کیا جائے۔ 97ء میں حکومت پاکستان کے جائزہ کے مطابق 100 مدارس میں عملی فوجی تربیت دی جاتی ہے۔ ان مدارس سے ہر سال مختلف دہشت گرد تنظیموں کو نئے رنگروٹ ملتے ہیں جن کی برین واشنگ کر دی جاتی ہے۔ ہزاروں نوجوانوں کو فرقہ پرست دہشت گرد بنایا جاتا ہے اور لڑنے مرنے کیلئے بھیج دیا جاتا ہے۔ یہ بات اس طرح ثابت ہوتی

ہے کہ 97ء میں قانون نافذ کرنے والے اداروں نے 45 فرقہ پرست دہشت گردوں کو جو قتل کی وارداتوں میں ملوث تھے گرفتار کیا تھا۔ یہ سب کے سب دینی مدارس کے سابق طلبہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک کو علم تھا کہ اگر پکڑے گئے تو کیا سزا ہوگی۔ لیکن ان کا کہنا تھا کہ ہمیں اگر دوسری زندگی ملی تو بھی ہم یہی کچھ کریں گے کیونکہ اس کا صلہ جنت ہے۔"

اسلامک انسٹی ٹیوٹ آف میڈیا ریسرچ، عالمگیر مسجد اس شر انگیز پراپیگنڈہ سے معزز مدیران اخبارات و جرائد اور معروف دینی مدارس کو باقاعدگی سے آگاہ رکھتی ہے تاکہ اس شر انگیز مہم کا تدارک کیا جاسکے۔ پانی کے قطرے بھی اگر مسلسل ایک جگہ گریں تو سوراخ پیدا کر دیتے ہیں۔ میڈیا تو بہت طاقتور لبلاغی ذریعہ ہے۔ ہمیں اس شر انگیز مہم سے غفلت نہیں برتنی چاہیے نہ صرف اس شر انگیز مہم کا تدارک بلکہ دینی مدارس کے مثبت پہلوؤں کو اجاگر کرنا بھی ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل حقیقتوں کو اجاگر کیا جاسکتا ہے۔

(۱) آج تک کسی بھی دینی مدرسہ میں دشہت گردی کا کوئی واقعہ نہیں ہوا جب کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہ روزمرہ کے واقعات ہیں۔ مسلح طلبہ تنظیموں کے کارکن ایک دوسرے کو بیدردی سے قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ پروفیسر، پرنسپل اور انکے اہل خانہ تک کو مار دیتے ہیں۔

(۲) کسی بھی دینی مدرسہ سے آج تک کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا جب کہ کالجوں، یونیورسٹیوں اور انکے ہاسٹلز سے اکثر اسلحہ برآمد ہوتا رہتا ہے۔

(۳) کبھی کسی ایک مسلک کے طلبہ کا دوسرے مسلک کے طلبہ سے لڑائی جھگڑا نہیں ہوا۔ مدارس پر فرقہ وارانہ دہشت گردی کا الزام محض الزام ہے اسکے برعکس کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کی لسانی اور سیاسی تنظیموں پر یہ الزام ثابت ہو چکا ہے۔ کراچی یونیورسٹی جیسے موقر ادارہ میں سیکورٹی فورسز اور رینجرز تعینات کئے بغیر تعلیمی سرگرمیوں کا جاری رہنا محال ہے۔ دینی مدارس کے طلبہ کبھی آوارہ گردی کرتے نظر نہیں آئیں گے۔ لڑکیوں کو پریشان کرنے وغیرہ جیسی حرکتوں میں ملوث نہیں پائے گئے جب کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہ روزمرہ کا معمول ہے۔

(۴) دینی مدارس کے طلبہ کبھی نشہ آور اشیاء مثلاً ہیروئن اور شراب وغیرہ کے استعمال میں

ملوث نہیں پائے گئے جبکہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلباء میں یہ لعنت تیزی سے پھیل رہی ہے جسکی وجہ اخلاقی تربیت اور دینی تعلیم کی کمی ہے۔

(۵) دینی مدارس کے فارغ التحصیل کبھی رشوت اور لوٹ کھسوٹ میں ملوث نہیں پائے گئے جب کہ اعلیٰ سے اعلیٰ یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل خواتین و حضرات نے ملک کو لوٹنے کھسوٹنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ مغربی سیکولر تعلیمی اداروں میں خود غرضی اور نفس پرستی سکھائی جاتی ہے جب کہ دینی اداروں میں خدمت خلق اور قربانی کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے اور دینی مدارس کے طلباء کیلئے ملک اور قوم کو لوٹنا کھسوٹنا تو ناقابل تصور ہے وہ تو اسکے لئے اپنی قیمتی جان بھی نذر کرنے کو تیار رہتے ہیں۔

(۶) دینی مدارس کے طلبہ کی افغانستان کے جہاد اور کشمیر کی تحریک آزادی میں شرکت کو دشمنان اسلام دہشت گردی کے طور پر پیش کرتے ہیں جب کہ یہ حکومت کی ایماء کے بغیر ممکن ہی نہیں ہو سکتا تھا اور یہ دہشت گردی نہیں بلکہ عین وفاداری کا ثبوت تھا۔

(۷) دینی مدارس کے طلبہ قانون کا احترام کرنیوالے، بڑوں کی عزت اور والدین کی خدمت کرنے والے ہیں جب کہ کالج کے طلبہ میں یہ خصائل شاذ و نادر ہی پائے جاتی ہیں۔

(۸) سب سے اہم چیز یہ کہ دینی مدارس میں کلام اللہ اور دین اسلام کی تعلیم دی جاتی ہے جسکے نام پر یہ ملک قائم کیا گیا ہے اور ملک کے دستور کا بنیادی جزو ہے جب کہ کالجوں میں چند تنظیموں کے علاوہ باقی سب تنظیمیں صوبائیت اور لسانیت کی بنیاد پر نفرت پھیلاتی ہیں۔ ملک توڑنے کا کھلے عام پراپیگنڈہ کرتی ہیں۔

دینی مدارس کے بے شمار مثبت پہلو ہیں لیکن انکے خلاف پراپیگنڈہ کا تدارک کرنے میں غفلت برتی گئی ہے جس کی وجہ سے تعلیم یافتہ اور خصوصاً مقتدر طبقہ میں دینی مدارس کے متعلق غلط تصورات ہیں۔ ہمارے دینی اداروں اور مدارس کے پاس الحمد للہ صلاحیت بھی ہے اور وسائل بھی اگر اپنے خلاف شر انگیز پراپیگنڈہ کا تدارک کرنے اور اپنے مثبت پہلوؤں کو اجاگر کرنے میں مزید غفلت برتی گئی تو اس کے نتائج انتہائی ناخوشگوار ہو سکتے ہیں۔

افکار و تاثرات

قارئین بنام مدیر

جناب ارشاد احمد حقانی ممتاز دانشور، کالم نگار روزنامہ جنگ۔ جناب افتخار عارف صاحب ممتاز شاعر صدر نشین مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔ جناب (ر) بریگیڈیر ڈاکٹر حافظ مولانا فیوض الرحمان، ادیب 'سوانح نگار۔ جناب مولانا عیسیٰ منصور صاحب لنڈن۔ جناب پروفیسر مضطر عباسی صاحب، ماہر لسانیات۔ ہومیو ڈاکٹر اصغر حسن، حافظ آباد۔ راجہ رشید محمود مدیر 'نعت'

مکرمی و محترمی جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب

السلام علیکم!

آپ کا گرامی نامہ ملا جس کے لئے شکر گزار ہوں میرا اپنا روزانہ لکھنے کا کام اسقدر زیادہ ہے کہ کسی دوسرے جریدے کے لیے لکھنے کا بالعموم وقت نہیں نکلتا۔ کچھ انتظامی ذمہ داریاں بھی ہیں لیکن کوشش کرونگا کہ "الحق" کے خصوصی ایڈیشن کے لئے کچھ ارسال کر سکوں۔ آپ نے موضوع کا انتخاب بہت بر وقت اور بر محل کیا ہے۔ اللہ آپکی اس کوشش کو برکت عطا کرے۔ اپنے سٹاف سے ابھی کہہ دیں کہ جب یہ خصوصی نمبر نکلے تو مجھے لازماً ارسال کریں۔ مجھے آج تک آپ کا دار العلوم دیکھنے کا موقع نہیں ملا کبھی اس طرف آیا تو ضرور یہ سعادت حاصل کرونگا۔

مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسلام ارشاد احمد حقانی روزنامہ جنگ لاہور

والا مقام حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی،

سلام و رحمت! آپکا مکتوب گرامی موصول ہوا جس میں یہ خوش کن خبر بھی موجود ہے کہ ماہنامہ "الحق" کا ایک خصوصی نمبر "اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام" کے موضوع پر شائع کیا جارہا ہے۔ یہ بلاشبہ ایک علمی خدمت ہوگی۔ مقتدرہ کے اہل علم کو یہ فہرست مہیا کر دی گئی۔ اردو زبان کے حوالے سے اگر کوئی تحریر "الحق" کے شایان شان کسی صاحب علم نے مکمل کر دی تو بصد ادب ارسال کر دی جائیگی۔ خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں۔

والسلام افتخار عارف (صدر نشین) مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

برادر مکرم! اکرمکم اللہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ،

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ ہر طرح سے خیریت سے ہوں۔

اکیسویں صدی کے لئے ماہنامہ الحق کے سلسلہ میں جو عنوانات قائم کئے گئے ہیں اور آپ کے جو عزائم ہیں وہ نہایت ہی قابل قدر ہیں۔ آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے کسی نہ کسی موضوع پر انشاء اللہ لکھنے کی کوشش کردونگا اور وقت مقررہ پر ارسال خدمت کردونگا۔ انشاء اللہ۔

آپ اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔ اکیسویں صدی کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کیلئے دارالعلوموں کے ساتھ سیرت ماڈل سکول بھی اگر قائم کردیئے جائیں اور آپ انکی سرپرستی فرمائیں تو اسکے خاطر خواہ نتائج بر آمد ہونگے۔ والسلام

بریگیڈیر (ر) ڈاکٹر حافظ مولانا فیوض الرحمان

محترم قبلہ مدیر اعلی "الحق"

سلام و تبریک۔ آپکا گرامی نامہ مل گیا ہے۔ شکریہ صد بار شکریہ۔ حسب ارشاد انشاء اللہ لکھنے کی کوشش کردونگا۔ بس دعا فرمائیں اللہ لکھنے اور درست لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست اور سلام عرض ہے۔

نیاز مند

مضطر عباسی، مری مال روڈ

بخدمت گرامی جناب مولانا راشد الحق سمیع صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے مزاج گرامی بعافیت ہونگے۔ دیگر بندہ کا نام محمد عیسیٰ منصوری ہے انڈیا (گجرات) کا باشندہ ہے مولانا زاہد الراشدی صاحب (گوجرانوالہ) کیساتھ عرصہ سے میڈیا اور تعلیم کے محاذ پر سرگرم عمل ہے۔ (ورلڈ اسلامک فورم کے ذریعہ) مولانا عتیق ارحمان صاحب سنبھلی کے ہاں اکثر الحق نظر سے گزرتا ہے مولانا عبدالرشید ارشد صاحب (مدیر

الرشید ۔لاہور) سے ذہنی و فکری ہم آہنگی کے سبب لندن قیام کے دوران اکثر بندہ کے پاس تشریف لاتے رہتے ہیں بندہ "الرشید" کی مجلس ادارت میں بھی شامل ہے ۔ کبھی کوئی مضمون "الرشید" میں نہیں چھپا ہے ورنہ پاکستان میں عموماً "الشریعہ" کے علاوہ "الفاروق" کراچی ہی میں بھیجا ہے ۔ آج مولانا عبدالرشید ارشد صاحب فرمانے لگے آپ اپنے مضامین پاکستان کے دیگر دینی رسائل میں کیوں نہیں بھیجتے انہوں نے "الحق" کا خاص طور سے نام لیا تو بندہ نے عرض کیا ان بزرگوں سے میرا کوئی تعارف نہیں ہے لیکن آپ نے الرشید کے "واردات و مشاہدات" میں مولانا راشد الحق سمیع صاحب کا ذکر کیا تھا اس کی وجہ سے ان کی طرف طبعاً کشش محسوس ہوئی اور مولانا عتیق الرحمان صاحب کے ہاں بھی انکا تذکرہ نکلا لیکن ذاتی طور پر کوئی تعلق نہ ہونے کی وجہ سے نہیں بھیج سکا۔ تو مولانا عبدالرشید ارشد صاحب نے فرمایا "الحق" پاکستان کے دینی رسائل میں بہت زیادہ پڑھا جاتا ہے ۔ اس میں آپ کے مضامین ضرور ہی آنے چاہیں آپ آج ہی اپنا کوئی مضمون روانہ کریں وغیرہ وغیرہ۔ مولانا کے فرمانے کی بناء پر بندہ ہمت کر کے ایک چھوٹا سا مضمون برائے اشاعت ارسال خدمت کر رہا ہے ۔ پاکستان کے اکثر علماء کرام و بزرگانِ دین سے تعلق خاطر ہے مگر آنجناب سے ابتک شرف ملاقات حاصل نہیں ہو سکا شاید اسلئے کہ بندہ پاکستان کے اسفار میں اسلام آباد سے آگے نہیں جا سکا (حالانکہ ہمیشہ اکوڑہ خٹک اور بالاکوٹ جانے کی تمنا رہی) اور آنجناب کی یہاں تشریف آوری نہیں ہوتی ۔ بہر حال اس عریضہ کے ذریعہ آں محترم سے ربط اللہ تعالیٰ کو منظور ہو ۔ حاضرین کی خدمت میں غائبانہ سلام مسنون دعا کی استدعا ۔ فقط والسلام

محتاج دعا (مولانا) محمد عیسیٰ منصوری ، سیکرٹری جنرل ورلڈ اسلامک فورم (لندن)

ماہنامہ الحق میرا دوست اور ہمسفر　　(کاتب اول ماہنامہ الحق)

ماہنامہ الحق میرا بہترین دوست ہے ۔ ہر ماہ جب مجھے ملنے آتا ہے تو میں اسے دیکھ کر اور مل کر بہت خوشی محسوس کرتا ہوں ۔ اس سے بغلگیر ہوتا ہوں ۔ محبت سے اسے تھپکی دیتا ہوں اور اسکے زندہ سلامت رہنے کی دعا کرتا ہوں ۔ مجھے اس پیارے جریدہ سے اس قدر پیار کیوں نہ ہو میں

نے اسکے تقریباً 200 شماروں کے ہزاروں صفحات کی کتابت اپنے ہاتھ سے کی۔ جب بھی الحق میرے سامنے آتا ہے مجھے وہ خوبصورت لمحات یاد آتے ہیں۔ جب مولانا سمیع الحق صاحب پہلے پرچہ کے مسودہ کیساتھ نوشہرہ میرے غریب خانے پر تشریف لائے تھے۔ اس وقت میں نوشہرہ لالکڑتی میں ایک کرائے کے کمرہ میں رہائش پذیر تھا اور پاکستان تمباکو کمپنی اکوڑہ خٹک میں میری ملازمت تھی۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے الحق کے پہلے شمارہ کا مسودہ میرے حوالے کیا اور کہا۔ "آج سے اس کی کتابت اور طباعت آپ کے حوالے ہے۔ آپ جانیں اور آپ کا کام۔ ہمیں تو صرف خوبصورت تیار پرچہ چاہیے۔" اسکے ایک ڈیڑھ ماہ بعد میں اپنے کمرہ میں تنہائی میں خاموش بیٹھا تھا کہ اچانک مولانا عبدالرحمان صاحب (لیکچرار گورنمنٹ کالج نوشہرہ) میرے پاس آئے اور آتے ہی بڑے جذباتی انداز سے کہا "آپ نے الحق کا پہلا شمارہ دیکھا ہے۔" میں نے کہا نہیں۔ تو پھر مولانا عبدالرحمان صاحب نے فوراً الحق کا پہلا پرچہ مجھے دیتے ہوئے کہا "نہیں دیکھا تو اب دیکھ لیں۔" میں نے شمارہ پر ایک نظر ڈالی اور کہا "کچھ اچھا چھپ گیا ہے" مولانا عبدالرحمان نے پھر جذباتی انداز سے کہا "کچھ اچھا نہیں بلکہ بہت اچھا چھپ گیا ہے۔" ان الفاظ سے میری حوصلہ افزائی ہوئی۔ مجھے یاد ہے کہ الحق کے پہلے شمارہ کا ٹائٹل سفید کاغذ کا تھا اور اس پر نیلے رنگ میں تھے۔ پھر آہستہ آہستہ الحق نے وقت گزرنے کیساتھ ساتھ بہت سے لباس تبدیل کئے۔ مولانا سمیع الحق صاحب اور میری محنت اور دلچسپی نے الحق کو ایک طویل مدت خوبصورت بنائے رکھا۔ رفتہ رفتہ وقت تبدیل ہوتا گیا۔ سیاست کے گرداب نے مولانا سمیع الحق صاحب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور انکی توجہ تقسیم ہونا شروع ہوگئی۔ دوسری جانب میری ملازمت کی ذمہ داریاں بڑھ گئیں اور میں بھی الحق کو پوری توجہ نہ دے سکا۔ ہر کام میں وقت کیساتھ ساتھ تبدیلی ضرور آتی ہے کیونکہ ع ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں۔

چونکہ الحق کی بنیادیں بڑے خلوص سے اٹھائی گئیں تھیں غالباً اسی وجہ سے الحق اپنی خوبصورتی ابھی تک قائم رکھے ہوئے ہے۔ اس خوبصورتی کا قائم رکھنے میں مولانا سمیع الحق صاحب کے علاوہ اب انکے بیٹے مدیر الحق راشد الحق صاحب اور جناب شفیق فاروقی صاحب کا بہت بڑا ہاتھ

ہے۔ پھر کمپیوٹر کی کتابت اور انٹر نیٹ کی سہولت نے بھی اسے اور زیادہ خوبصورت اور ماڈرن بنا دیا ہے۔ میں بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن میرا دوست الحق زندگی کی ۳۴ بہاریں دیکھنے کے بعد بھی اب تک نوجوان اور چست دکھائی دیتا ہے۔ میں اپنے اس دوست کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ اسی کی وجہ سے تو پوری وادی الحق میں میری پہچان تھی۔ دار العلوم حقانیہ اور الحق نے مجھے وافر مقدار میں عزت اور محبت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو زندہ سلامت اور خوش رکھے۔ آمین

والسلام ہومیوڈاکٹر اصغر حسن، حافظ آباد

مکرم و محترم مولانا راشد الحق صاحب

مجوزہ اشاعت خصوصی "اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام" کیلئے ایک نظم ارسال ہے۔ اگر موزوں ہو تو چھاپ دیجئے۔ اور ازراہ کرم خصوصی نمبر بھی عنایت فرمائیے کہ موضوعات کی ہمہ گیری، تنوع اور جامعیت سے امید بندھی ہے کہ مقالے بھی فکر انگیز اور معلومات افزا ہوں گے۔

امید ہے آپ مع الخیر ہونگے والسلام راجا رشید محمود، ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور

جناب مکرم راشد الحق سمیع حقانی صاحب مدیر الحق

لسلام وعلیکم۔ امید ہے بفضل تعالیٰ خیریت سے ہونگے۔ الحق کا شمارہ سالانہ چندہ کیساتھ ملا، بھئی بہت خوب۔ یقین کیجئے مجھے بے حد افسوس ہو رہا ہے کہ اسقدر خوب علمی و دینی مجلّہ میرے کتب خانے کی فہرست سے باہر کیوں رہا۔ جب مجھے یہ میگزین ملا تو یقین کیجئے کہ ایک ہی روز میں اسکا مطالعہ کر ڈالا نقش آغاز میں ترکی میں قیامت خیز زلزلہ قدرت کا تازیانہ عبرت۔ بہت خوب تھا۔ جناب عبد الماجد صاحب کا مضمون کائنات میں غور و فکر اور معرفت ربانی فطرت کے رازوں کو نشاں کر کے ایمان کو حلاوت بخش دی ہے۔ اسلام آباد میں "تحفظ جہاد کانفرنس" میں ہونیوالی تقریروں کو قسط وار مکمل شائع کیا جائے تو بہتر ہو گا والسلام ایک مخلص۔ انار گل خان خٹک، میانوالی

خط و کتاب کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

دار العلوم کے شب و روز

شفیق الدین فاروقی

دار العلوم کی تعلیمی کمیٹی کا اجلاس : جمعرات 28 اکتوبر دار العلوم کے مرکزی کتب خانے میں نائب مہتمم حضرت مولانا انوار الحق صاحب مد ظلہ کی زیر صدارت امتحانی کمیٹی کا خصوصی اجلاس منعقد ہوا جسمیں امتحانات کے انتظامات کا خصوصی جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں دار العلوم کے اساتذہ اور ناظمین نے شرکت کی۔

دار العلوم میں سالانہ اور وفاق المدارس کے امتحانات : آج 30 اکتوبر بروز ہفتہ دار العلوم کے سالانہ امتحانات کا آغاز ہوا۔ دار العلوم کے تمام درجات کے طالب علم ایوان شریعت کے وسیع و عریض ہال میں اساتذہ کی کڑی نگرانی میں پرچے دے رہے ہیں۔ یہ امتحانات پانچ دن جاری رہیں گے۔ کئی درجوں کے طلباء کے پرچے ظہر کے وقت بھی ہو رہے ہیں۔ آئندہ ہفتے 6 نومبر سے دار العلوم میں وفاق المدارس کے امتحانات شروع ہونے والے ہیں۔ اسکے بعد طلباء کی ڈھائی مہینوں کی چھٹیاں ہونگی۔ لیکن تعطیلات کے دوران میں بھی دار العلوم حقانیہ کی جامعہ مسجد میں حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مد ظلہ دورہ تفسیر پڑھائیں گے۔ جس میں سینکڑوں طلباء شریک ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ ابھی حال ہی میں جامعۃ الازہر (مصر) سے آئے ہوئے اساتذہ شیخ محمد البدار الشلطوطی اور الشیخ جمال الجمام بھی خصوصی عربی کلاسیں پڑھائیں گے۔

افغانستان کے نئے سفیر مولانا سید احمد حقانی کی اسلام آباد میں تقرری : تحریک طالبان کے امیر المومنین جناب مولانا محمد عمر صاحب مد ظلہ نے پاکستان کیلئے نئے ہائی کمشنر فاضل دار العلوم حقانیہ مولانا سید احمد حقانی کا تقرر فرمایا ہے۔ جو آئندہ چند روز میں اپنی نئی ذمہ داریاں سنبھالیں گے۔ موجودہ سفیر مولانا سعید الرحمان حقانی اور ماضی میں بھی دار العلوم کے ہونہار فاضل جناب شہاب الدین حقانی اس اعلیٰ ترین عہدے پر اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ الحمدللہ تحریک طالبان کے نوے فیصد دار العلوم حقانیہ کے فارغ التحصیل ہیں اور ملک کے تمام اعلیٰ عہدوں پر اپنی خدمات

والی شخصیت ہیں۔ماضی میں آپ پر 1978ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے بغاوت کا الزام لگایا اور پھر 1981ء میں جنرل ضیاء الحق نے بغاوت کے الزام میں آپکو 8 سال تک قید میں رکھا۔ جنرل صاحب نظام مصطفیٰ اور دیگر تحریکاتِ اسلامی میں علماء کا بھرپور ساتھ دیتے رہے ہیں۔ آپ نے موجودہ نئی سیاسی صورتحال پر مولانا صاحب کے ساتھ تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔

<u>حماس کے زعیم جناب عدنان صاحب کی دارالعلوم تشریف آوری</u> : گزشتہ ہفتے آپ اپنے ساتھیوں سمیت حضرت مولانا صاحب سے ملنے دارالعلوم تشریف لائے۔ حالیہ دنوں میں اردن میں تحریک حماس پر پابندیوں اور دیگر صہیونی سازشوں کے بارے میں مولانا صاحب کے ساتھ تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔

<u>ہفت روزہ "ضرب مومن" کراچی کا دارالعلوم حقانیہ نمبر</u> : 3نومبر کو معروف ہفت روزہ "ضرب مومن" دارالعلوم حقانیہ اور حضرت مولانا عبدالحقؒ کے بارے میں خصوصی نمبر شائع ہوچکا ہے جس میں دارالعلوم کی ملی دینی اور خصوصاً تحریک طالبان اور جہاد افغانستان کی خدمات کا تفصیلی ذکر ہے، اس سے قبل بھی ضرب مومن دارالعلوم کی تصاویر اور معلومات وقتاً فوقتاً شائع کرتا رہا ہے۔اس سلسلے میں ہم مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب اور "ضرب مومن" کے سٹاف کے شکرگزار ہیں۔

<u>دارالعلوم کے مخلص سید غلام علی شاہؒ صاحب کی وفات</u> : گزشتہ دنوں دارالعلوم کے انتہائی مشفق اور مخلص جناب سید غلام علی شاہؒ صاحب انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کئی سالوں سے بیمار تھے۔ عمر بھر حضرت مولانا عبدالحقؒ صاحب دارالعلوم حقانیہ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کیساتھ خصوصی تعلق قائم رکھا۔آپ دارالعلوم کے ہائی سکول حقانیہ تعلیم القرآن کے نگران بھی رہے۔آپ معروف شاعر اور ادیب بھی تھے۔کچھ عرصہ صوبہ سرحد کے اساتذہ کی تنظیم کے صدر بھی رہے۔

نماز جنازہ میں حضرت مہتمم صاحب اور اساتذہ نے شرکت فرمائی۔ قارئین الحق سے ان کے رفع درجات کے لئے دعا کی اپیل ہے۔

سرانجام دے رہے ہیں۔

بین الاقوامی پریس کے نمائندوں کی دارالعلوم آمد 18 اکتوبر کو بی بی سی کے بیورو چیف اور ''دی نیوز'' اخبار پشاور کے ایڈیٹر جناب رحیم اللہ یوسفزئی صاحب بین الاقوامی ذرائع لبلاغ کے نمائندوں کیساتھ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے ملنے اور دارالعلوم دیکھنے کیلئے یہاں تشریف لائے آپ کے ہمراہ انگلینڈ کے مشہور ترین روزنامہ The Guardian کے نمائندے اور فرانس کے معروف اخبار Le Monde دہلی کے بیورو چیف اور لاس اینجلس ٹائمز کے نمائندے تھے۔انہوں نے کئی گھنٹے مولانا صاحب سے انکی رہائش گاہ پر ملک کی تازہ ترین صورت حال اور افغانستان کے مسائل پر سیر حاصل گفتگو کی۔پھر 19 اکتوبر کو اسلام آباد سے مشہور صحافی طلعت حسین صاحب جو نوائے وقت اور نیشن کے کالم نگار بھی ہیں اور ٹیلی ویژن کے پروگرام ''سویرے سویرے'' کے میزبان بھی ہیں تشریف لائے۔انکے ساتھ انگلینڈ 'امریکہ 'آسٹریلیا اور کینیڈا کے مشہور اخبارات اور جرائد کے نمائندے شامل تھے۔انہوں نے بھی مولانا سے پاکستان، افغانستان اور اسامہ بن لادن کے بارے میں تفصیلی انٹرویو ریکارڈ کئے اور طلباء سے بات چیت کی۔

ماہنامہ الفاروق کے ایڈیٹر مولانا عبیداللہ خالد اور دیگر معزز مہمانوں کی دارالعلوم آمد : دارالعلوم فاروقیہ کراچی کے ماہنامہ ''الفاروق'' کے مدیر حضرت مولانا عبیداللہ خالد صاحب اپنے ساتھیوں سمیت دارالعلوم تشریف لائے۔ آپ کا یہ دورہ تبلیغی نوعیت کا تھا۔ آپ نے تقریباً دس دن دارالعلوم اور اکوڑہ خٹک کی مختلف مساجد میں قیام کیا۔دارالعلوم میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ مولانا انوار الحق صاحب، اور مدیر الحق مولانا راشد الحق صاحب اور مولانا ابراہیم فانی صاحب کے ساتھ آپکی تفصیلی ملاقاتیں ہوئیں۔ آپ نے ایوان شریعت میں دورہ حدیث کے طلباء سے بھی دعوتی خطاب کیا۔ کئی طلباء نے ایک سال کے لئے اپنے آپ کو اس سلسلے میں وقف کیا۔ان دس دنوں میں دارالعلوم کے جید استاد مولانا حافظ شوکت علی صاحب اپنے شاگردوں کیساتھ آپ کی خدمت میں مصروف رہے۔ اسی طرح گزشتہ ہفتے (ر) جنرل تجمل حسین صاحب حضرت مہتمم صاحب سے ملنے دارالعلوم تشریف لائے۔جنرل صاحب مجاہد، نڈر، دین اور علماء سے محبت کرنے

تبصرہ کتب

راشد الحق سمیع ر مولانا محمد ابراہیم فانی

عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان کے سیمنار کا مجموعہ مقالات بعنوان
"حرمین شریفین کے سفر نامے جدید تحدیات کے تناظر میں"
مرتب : ڈاکٹر محمود الحسن عارف سیکرٹری جنرل عالمی ادب اسلامی پاکستان۔
شائع کردہ : ریجنل دفتر عالمی رابطہ ادب اسلامی ضخامت : ۴۰۴ صفحات
ملنے کا پتہ : معرفت صدر شعبہ اردو، دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور

زیر تبصرہ کتاب دراصل عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ سیمنار ر 24/25 اکتوبر 1997 کے قیمتی مقالات کا مجموعہ ہے جس کی اشاعت کا علمی اور ادبی حلقوں کو کافی عرصے سے انتظار تھا۔ آخر کار دیر آید درست آید کے مصداق یہ کتاب ایک قیمتی دستاویز بن کر شائع ہوئی ہے۔ یہ بین الاقوامی دوروزہ کانفرنس چھ نشستوں پر مشتمل تھی۔ اس کانفرنس کا موضوع "حرمین کے سفر نامے جدید تحدیات کے تناظر میں" رکھا گیا تھا۔ کانفرنس کی تمام نشستیں ان قیمتی مقالات اور بڑی شخصیات کی بھرپور شرکت سے کامیاب رہیں۔ اس کانفرنس میں مختلف بین الاقوامی علمی اور ادبی نامور شخصیات نے اپنے گرانقدر مقالات پیش کئے۔ اس کتاب میں عربی، فارسی اور اردو سفر نامہ ہائے حجاز پر تقریباً ۲۳ علمی اور تحقیقی مقالات آئے ہیں۔ ابتداء میں بعض اہم شخصیات کے تاثرات اور حرمین شریفین کے سفر ناموں اور سیمنار کے متعلق روداد موجود ہے، علاوہ ازیں رابطہ ادب اسلامی کا تعارف از ڈاکٹر محمود الحسن عارف اور تعارفی کلمات از مولانا سید محمد رابع ندوی کی ایک قیمتی تحریر ہے۔ اسکے علاوہ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صدر رابطہ ادب اسلامی پاکستان کا خطبہ استقبالیہ بھی موجود ہے ۔اس سیمنار کے روح رواں اور عالم اسلام کے بطل جلیل مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ سرپرست عالمی رابطہ ادب اسلامی و ناظم اعلیٰ ندوۃ العلماء لکھنو تھے اور آپ ہی کے طفیل اس سیمنار کی اہمیت دوبالا ہوگئی تھی۔ راقم کی بھی خوش قسمتی ہے کہ پانچ روز تک اس سیمنار اور حضرت مولانا ندوی مدظلہ سے استفادہ کا موقع ملا۔ اس وقت کانفرنس کے انعقاد پر میں نے اپنے تاثرات کا اظہار ماہنامہ "الحق" اور روزنامہ "جنگ" میں تفصیل سے ایک کالم میں کیا

تھا۔ یہ کتاب رابطہ ادب اسلامی پاکستان کی طرف سے پہلی اہم کوشش ہے جو کہ نہایت ہی اہم موضوع پر مشتمل ہے۔ اور جس میں روحانی، ادبی اور عشق و عقیدت سے مملو تحریرات موجود ہیں ہماری خواہش ہے کہ رابطہ ادب اسلامی وقتاً فوقتاً پاکستان میں ایسے ہی اہم موضوعات پر مستقل کام کرے گو کہ اس موضوع پر اسوقت سابق صدر پاکستان سمیت بعض اہم شخصیات نے یہ ناقدانہ رائے پیش کی تھی کہ عالم اسلام کے موجودہ حالات کے تناظر میں ایسے اہم عنوان کا انتخاب ضروری تھا جیسے "موجودہ عالمی حالات اور عالم اسلام کو درپیش چیلنجز" وغیرہ وغیرہ۔ یقیناً ان حضرات کی رائے میں بھی کافی وزن تھا بہر حال حرمین شریفین اور حجاز مقدس کے ساتھ وابستگی ہر مسلمان کے دل کی آرزو بلکہ دھڑکن ہے۔ خدا کرے کہ یہ ظاہری سفر حضور ﷺ کی تعلیمات کے مطابق روحانی سفر کا وسیلہ ثابت ہو۔ اس کانفرنس اور زیر نظر کتاب کی تیاری میں جناب ڈاکٹر محمود الحسن عارف صاحب سیکرٹری جنرل عالمی رابطہ ادب اسلامی پاکستان کی خدمات قابل تحسین ہیں ہماری دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکو ایسے علمی اور روحانی شہ پارے شائع کرانے کی توفیق ارزانی فرمادے۔ ---------------------------------(مدیر)

نام کتاب : وحدت عیدین ورمضان پر علماء کا اتفاق رائے

تالیف : مولانا مفتی غلام قادر نعمانی ضخامت۔ ۱۸۰ صفحات

قیمت : ۵۰ روپے ناشر : موتمر المصنفین دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

موجودہ دور، سائنس اور ٹیکنالوجی جدید انکشافات اور نت نئی ایجادات کا زمانہ ہے۔ حضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق زمانہ سمٹ گیا ہے۔ اور برق رفتار مواصلاتی نظام کی وجہ سے مشرق و مغرب کے مابین تقریباً حدود و تغور ختم ہو گئی ہیں۔ چونکہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور شریعت نے بالخصوص تمام مسلمانوں کو اتحاد و یکجہتی کا درس دے دیا ہے۔ اسلام کی اسی تعلیم کو مد نظر رکھتے ہوئے برادر محترم مولانا مفتی غلام قادر نعمانی نے عالم اسلام کو درپیش ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور وہ مسئلہ ہے وحدت رمضان و عیدین۔ عالم اسلام میں ہر سال یہ مسئلہ اختلاف و تشتت کا شکار رہا ہے۔ اور اس کا دار و مدار اختلاف مطالع کے اعتبار و عدم اعتبار پر ہے۔ مفتی صاحب نے اس مسئلہ پر مختلف ممالک اور مختلف ممالک کے علماء و مفتیان حضرات سے ان کی تحقیق اور آراء طلب کی ہیں۔ اور اختلاف مطالع کے متعلق کے اعتبار و عدم اعتبار سے سیر حاصل بحث مجموعہ

مرتب کیا ہے۔ جس میں تولید چاند، چاند دیکھنے کا آسان طریقہ، چاند نظر نہ آنے کی وجوہات جیسے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے۔ بلاشبہ اپنے موضوع کے مضامین پر احتواء کے اعتبار سے یہ ایک جامع و مستند کتاب ہے۔ الحمد للہ اس سلسلے میں سب سے پہلا قدم دارالعلوم حقانیہ نے اٹھایا ہے۔ اور الحق میں اس موضوع پر کئی مضامین آتے ہیں۔ اور آئندہ اسی موضوع پر ایک بین الاقوامی سیمینار منعقد کرانے کا پروگرام بھی زیر غور ہے۔

نام کتاب : یاساری الجبل کیا دجال کی آمد آمد ہے　مولف : اسرار عالم

ضخامت : ۹۶ صفحات　قیمت : درج نہیں　ناشر : دارالعلم نئی دھلی۔ (انڈیا)

زیر تبصرہ مختصر مگر جامع کتاب جناب اسرار عالم صاحب کی تالیف ہے جس میں آپ نے انتہائی عرقریزی اور دیدہ وری سے قرآن واحادیث مبارکہ کی روشنی میں امت مسلمہ کی موجودہ صورت حال کا گہرائی سے جائزہ لیا ہے۔ چنانچہ آپ کتاب کے پیش لفظ میں رقمطراز ہیں۔ اس اندوہناک صورت حال سے زیادہ کرب کی بات یہ ہے کہ امت مسلمہ جو دنیا کا وہ واحد گروہ ہے جسے ماضی حال اور مستقبل کا کافی علم دیا گیا۔ آج حیران اور ناواقف راہ پر بھٹک رہی ہے۔ اور دنیا کی تاریکیوں سے روشنی کی بھیک مانگ رہی ہے۔ چودہ صدیوں بعد اب آثار قیامت ظاہر ہونے کی رفتار تیز تر ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے گویا کوئی ہار ٹوٹ جائے اور یکے بعد دیگرے دانے گرنے لگیں۔ ان حالات کا تقاضا تھا کہ قرآن واحادیث مبارکہ کی روشنی میں امت کی صورت حال کا گہرائی سے جائزہ لیا جاتا۔ موجودہ حالات کی تبدیلی کو صحیح زاویہ سے دیکھا جاتا اور آئندہ کیلئے خطوط کار کی نشاندھی کی جاتی تاکہ یہ امت اپنے فرض منصبی کو کما حقہ' سرانجام دے اور پوری انسانیت کو کامیابی سے ہمکنار کرے چنانچہ انہیں امور کو پیش نظر رکھ کر یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جسمیں مختلف عناوین کے تحت بحث کی گئی ہے۔ مصنف اس سے پہلے کئی وقیع اور معلومات آفریں کتابیں تصیف کر چکے ہیں۔ جو کہ اپنے موضوع کے لحاظ سے انتہائی اہم ہیں۔ مثلاً ''اسلام اور اکیسویں صدی کا چیلنج'' ''عالم اسلام کی سیاسی صورت حال'' وغیرہ۔ انتہائی اہم تصانیف ہیں اور عالم اسلام کی مجموعی صورتِ حال سے اپنے آپ کو باخبر رکھنے کیلئے انکا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔

:--------☆☆☆--------:

اکیسویں صدی کے چیلنجز اور عالم اسلام

ماہنامہ الحق کی اشاعت خاص کے عنوانات

قارئین اور مضمون نگار حضرات مندرجہ عنوانات میں سے جس موضوع پر لکھنا چاہیں تو ادارہ "الحق" کو آگاہ کریں۔

اکیسویں صدی اور عالم اسلام

(۱) ـ ـ میں عالم اسلام کا کردار
(۲) ـ ـ کے تقاضوں سے کیا عالم اسلام لیس ہے ؟
(۳) ـ ـ میں عالم اسلام عصر حاضر کا مقابلہ کر سکے گا ؟
(۴) ـ ـ کیا اسلام کی صدی ثابت ہو گی ؟
(۵) ـ ـ میں کیا مسلم اتحاد کا خواب شرمندہ تعمیر ہو سکے گا ؟
(۶) ـ ـ عالم اسلام، امریکہ اور مغرب کے تعلقات
(۷) ـ ـ اور ایٹمی پاکستان کا کردار
(۸) ـ ـ اور اقوام عالم کی تیاریاں
(۹) ـ ـ اور تحریک طالبان افغانستان
(۱۰) ـ ـ اور عالم اسلام کی اقتصادیات
(۱۱) ـ ـ میں عالم اسلام اور سائنس و ٹیکنالوجی
(۱۲) ـ ـ میں مسلم نوجوان کی ذمہ داریاں
(۱۳) ـ ـ میں آزادی قدس و فلسطین اور اسرائیل کے عزائم
(۱۴) ـ ـ اور تحریک آزادی کشمیر
(۱۵) ـ ـ پاک بھارت تعلقات کا جائزہ
(۱۶) ـ ـ میں اسلامی قیادت کا سنگین بحران
(۱۷) ـ ـ میں اسلامی جرائد، اخبارات یعنی دینی صحافت کیا کردار ادا کرینگے ؟
(۱۸) ـ ـ میں علماء کا کیا کردار ہونا چاہئیے ؟
(۱۹) ـ ـ میں دینی مدارس کے اہمیت وافادیت
(۲۰) ـ ـ میں کیا دینی مدارس اکیسویں صدی کے تقاضے پورے کر رہے ہیں ؟
(۲۱) ـ ـ اور عربی، انگریزی زبانوں کی اہمیت
(۲۲) ـ ـ میں عالم اسلام حاکم یا ہمیشہ کی طرح محکوم
(۲۳) ـ ـ میں اردو زبان کا مقام و مرتبہ
(۲۴) ـ ـ کا ادب اور اس کے جدید تقاضے
(۲۵) ـ ـ میں جدید تعلیم کا حصول اور شرح خواندگی میں اضافہ ناگزیر ہے
(۲۶) ـ ـ میں اسلام اور نیو ورلڈ آرڈر کا ٹکراؤ کیا متوقع ہے۔
(۲۷) ـ ـ میں ابھرنے والی بڑی طاقتوں کا

ایک جائزہ جائزہ

(۲۸) ـ ـ اور متحدہ یورپ یعنی یورو اور اسکے عزائم

(۲۹) ـ ـ اور تیسری جنگ عظیم کے ممکنہ خطرات

(۳۰) ـ ـ میں متوقع بڑی جغرافیائی' سیاسی' تمدنی تبدیلیاں

(۳۱) ـ ـ اور جہاد

(۳۲) ـ ـ اور مواصلات

(۳۳) ـ ـ میں عالم اسلام اور عالم نصرانیت کے تعلقات

(۳۴) ـ ـ میں کیا عالم اسلام کو نئی صلیبی جنگوں کا خطرہ در پیش ہے ؟

(۳۵) ـ ـ میں کیا بے حمیت مسلم حکمرانوں سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکے گا ؟

(۳۶) ـ ـ میں کیا مظلوم قوموں کی داد رسی کی جا سکے گی ؟

(۳۷) ـ ـ میں اقوام متحدہ کی حیثیت اور اسکے کردار کا تعین

(۳۸) ـ ـ میں امریکہ کا کردار

(۳۹) ـ ـ میں عالم اسلام کیلئے کمپیوٹر انٹرنیٹ اور جدید مواصلاتی ذرائع ابلاغ کا استعمال ناگزیر ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بیسویں صدی ایک جائزہ

(۱) ـ ـ اور اسلامی تحریکات

(۲) ـ ـ میں عالم اسلام کا کردار

(۳) ـ ـ میں استعمار کے چنگل سے عالم اسلام کی آزادی

(۴) ـ ـ میں عالم اسلام کے اہداف

(۵) ـ ـ میں کیا وہ اہداف پورے ہوئے ؟

(۶) ـ ـ میں عالم اسلام کی اقتصادی صورتحال

(۷) ـ ـ کی ترقی میں عالم اسلام کا حصہ

(۸) ـ ـ اور اسلامی انقلابات

(۹) ـ ـ اور تحریک آزادی

(۱۰) ـ ـ اور جہاد افغانستان

(۱۱) ـ ـ اور دار العلوم دیوبند کا کردار

(۱۲) ـ ـ اور دار العلوم حقانیہ کا کردار

(۱۳) ـ ـ ندوۃ العلماء (لکھنؤ) کا کردار

(۱۴) ـ ـ اور اسلامی ادب

(۱۴) ـ ـ اور مسلم حکمران

(۱۵) ـ ـ اور تحریک پاکستان

(۱۶) ـ ـ عالم اسلام اور سائنس

(۱۷) ـ ـ اور عالم اسلام کی جہادی تحریکات

(۱۸) ـ ـ اور مشاہیر امت کے کارنامے

(۱۹) ـ ـ میں دینی صحافت کا کردار کیا رہا ؟

(۲۰) ـ ـ اور تحریک طالبان افغانستان

علماء، طلباء، دینی مدارس اور لائبریریوں کے لئے خوشخبری

تفسیر تقریباً سوا لاکھ احادیث، پچاس ہزار سے زائد رجال احادیث اور شروحات احادیث اور سیرت کا نایاب عربی کتب کا ذخیرہ۔ پاکستان میں پہلی بار مکمل طبع شدہ

تفسیر البغوی المسمّٰی بمعالم التنزیل — کامل ۴ جلد — قیمت ۱۲۹۰
امام ابن تیمیہ نے اس کو قرطبی اور کبیر پر ترجیح دی ہے

کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال — کامل ۱۸ جلد
پچاس ہزار احادیث، تیرہ ہزار صفحات پر مشتمل، قیمت ۔/۲۹۰۰

مصنف ابن ابی شیبہ — کامل ۹ جلد
تیس ہزار احادیث ۶ ہزار صفحات
قیمت ۲۴۰۰ روپے

السنن الکبریٰ بیہقی مع الجوہر النقی — کامل دس جلد
بیس ہزار سے زائد احادیث
کامل سیٹ ۔/۲۵۵۰

اوجز المسالک الی موطا مالک — شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا — کامل ۱۵ جلد
عربی ٹائپ مع مقدمہ
کامل سیٹ ۔/۳۳۰۰

السنن الکبریٰ امام نسائی — کامل ۶ جلد
بارہ ہزار احادیث
کامل سیٹ قیمت ۔/۱۸۰۰

امانی الاحبار فی شرح معانی الآثار — مولانا محمد یوسف کاندھلوی — کامل ۴ جلد
عظیم شرح علماء کی پسندیدہ
کامل سیٹ ۔/۱۰۵۰

نسیم الریاض فی شرح الشفاء للقاضی عیاض — کامل ۴ جلد
بڑی تختی خوبصورت اعلیٰ چار جلدوں میں
قیمت ۔/۱۶۹۰

لسان المیزان فی اسماء الرجال — علامہ ابن حجر — کامل ۷ جلد
پچاس ہزار سے زائد رجال احادیث پر مشتمل۔ کامل ۷ جلد ۔/۱۸۰۰

نزہۃ الخواطر — علامہ عبدالحی حسنی — کامل ۸ جلد
مع تکملہ مولانا ابوالحسن علی ندوی
قیمت ۔/۱۶۹۰

المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ — علامہ ابراہیم الباجوری
کامل ایک جلد میں
قیمت ۔/۲۵۵

مشکلات القرآن — علامہ محمد انور شاہ کشمیری
مع مقدمہ
علامہ محمد یوسف بنوری

ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

فون نمبر ۵۴۰۵۱۳-۳۱۵۰۱

ان مذکورہ بالا کتب کا مکمل سیٹ خریدنے پر خصوصی پچیس فیصد رعایت دی جائے گی ٹرانسپورٹ خرچ ادارہ دے گا۔ اس کے علاوہ سیرت کی مطبوعات بھی دستیاب ہیں

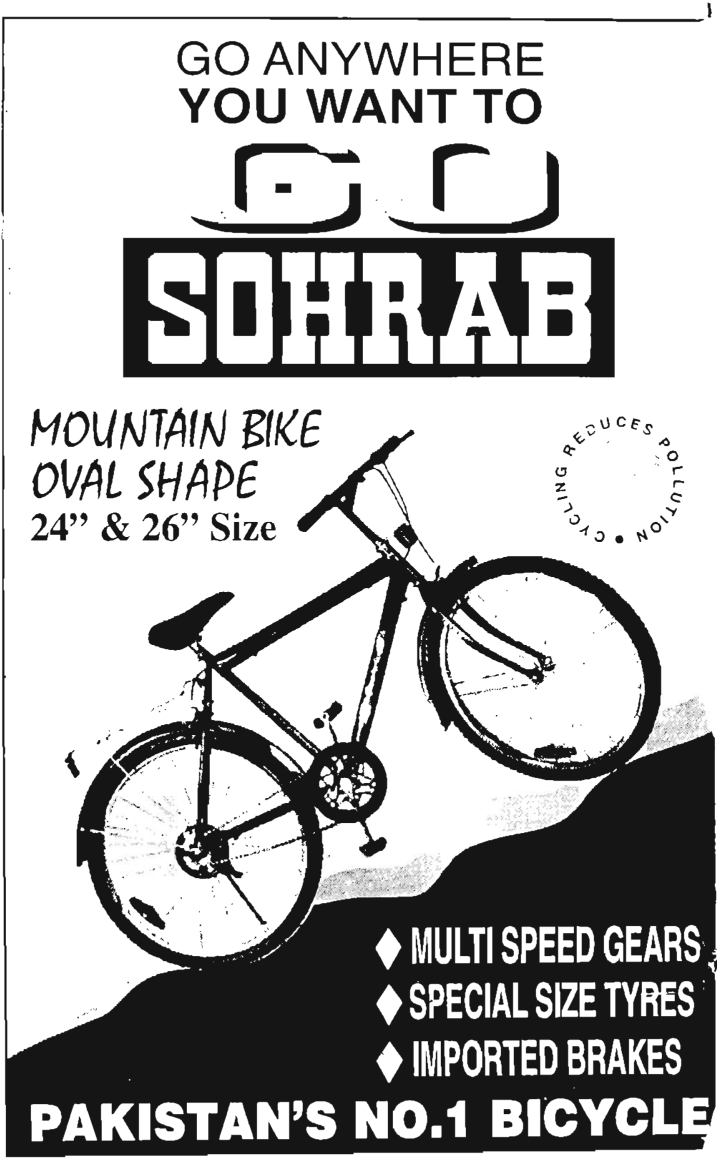
GO ANYWHERE
YOU WANT TO
GO
SOHRAB
MOUNTAIN BIKE
OVAL SHAPE
24" & 26" Size
CYCLING REDUCES POLLUTION
MULTI SPEED GEARS
SPECIAL SIZE TYRES
IMPORTED BRAKES
PAKISTAN'S NO.1 BICYCLE

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak